

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اُنتا لیسوں ریکوڈ یشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ ہوئے 14/جن 2021ء بروز سوموار بھرپور 03 ذی القعڈہ 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیئرمینوں کا پیشہ۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	04
4	دُعاے مغفرت۔	05
5	ذیل موضوعات پر بحث:	06
	i۔ بلوچستان کے آئندہ بحث سے قبل پڑی بحث پر بحث۔	
	ii۔ اپوزیشن ارکین کے حلقوں میں غیر منتخب افراد کو ترقیاتی ایکیم دینے پر بحث۔	
6	اجلاس کے غیر معینہ مدت تک التوا سے متعلق اپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی کا حکم نامہ۔	73

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بننجو

ڈپٹی اپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اپیشل سکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 4 جون 2021ء بروز سموار بھطابق 30 ذی قعڈ 1442 ہجری، بوقت شام 05:00 بجکر 20 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنوح، اپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٢﴾ هُوَ الَّذِي
يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَكُكُتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلْمَتِ إِلَى النُّورِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَحِيمًا ﴿٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ط وَأَعْدَلُهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الانہار آیات نمبر ۳۱ تا ۳۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بولتے رہو اُس کی صبح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجا ہے تم پر اور اُس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندر ہیروں سے اجائے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں قواعد و انصباط کا روایتی اسے بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت روایتی اجلاس کیلئے ذیل اراکین اسمبلی کو پہلی آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتا ہوں:

- ۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔ ۲۔ محترمہ شاہینہ کا کڑ صاحب۔
 - ۳۔ جناب احمد نواز بلوچ صاحب۔ ۴۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب۔
- رخصت کی درخواستیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر اسد اللہ بلوچ صاحب کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوی صاحبہ نے کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی صاحبہ نے کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب نصر اللہ خان زیری: پونکٹ آف آرڈر۔ آج چونکہ requisite اجلاس ہے، ایکنڈا تو پڑا ہوا ہے۔ صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ کوئئے چمن ایک اٹریشنل ہائی وے ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ہائی وے اس گرمی میں چار روز تک مکمل طور پر بند تھی۔ لوگوں نے جو تکلیف اٹھائی ہے، آپ سوچ نہیں سکتے کہ لوگ جس میں بوڑھے، بچے اور خواتین پہاڑوں سے ہوتے ہوئے آتے تھے۔ جناب اسپیکر! انتظامیہ وہاں موجود ہے وہاں اتنی بے حس حکومت ہے کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آ رہا ہے کہ چمن کے لوگ کس اذیت کا شکار ہیں۔ وہاں کارروبار تو بند ہے

ڈیورنڈ لائن پر۔ وہاں جو محنت کش تھے، پچیس ہزاروہ تو یوروزگار تھے۔ اب وہاں ایک ادارے نے گاڑیاں پکڑی ہیں، دوسرے ادارے نے جا کر کے ان سے کہا کہ روڈ بلاک کرو۔ عوام تکلیف میں ہیں محنت کش تکلیف میں ہیں ہیں حکومت وہاں بالکل بے بس بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم سوچ رہے ہیں جناب اپسیکر! کہ آخر ہمارے عوام کیسا تھا یہ کیوں ہو رہا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ وہاں جانی خیل، بنوں میں پندرہ روز سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں جنازہ پڑا ہوا ہے، حکومت کوئی نہیں جا رہا ہے۔ علی وزیر چھ سات ماہ سے جیل میں پڑا ہوا ہے اُس کی ضمانت نہیں ہو رہی ہے۔ اور یہاں چمن میں جو صورتحال ہے۔ خدارا! آپ ہمارے عوام کو، پشتون عوام کو جس طرح دیوار سے لگا رہے ہیں، کیا اس سے خوف پیدا نہیں ہو گا کہ عوام کسی اور طرف جائیں میں سمجھتا ہوں جناب اپسیکر! آپ رولنگ پاس کریں کہ یہ چمن کا main راستہ چاردن کیوں بند رہا؟ کیا وہاں لوگ، آپ جس علاقے سے، اگر وہ شاہراہ بند ہے، قلت پیدا ہو گئی، غدائی قلت چمن میں پیدا ہو گئی ہے لوگ مر گئے ہیں بچے خواتین وہ کوئی شہر نہیں آ سکتے تھے۔ اتنی بر بادی، اتنا براحال۔ جناب اپسیکر! جو صورتحال وہاں مسلط ہے یہم از کم ہمارے عوام کیلئے اب ناقابل برداشت ہے۔

جناب اپسیکر: یہ آپ کا ہی اجلاس ہے اُس کو میرے خیال میں۔

میریونس عزیز زہری: جناب اپسیکر صاحب! ایک دعا پڑھوں۔

جناب اپسیکر: ہاں۔

میریونس عزیز زہری: خضدار میں 8-M پر 11 تاریخ کو کوچ کا ایکسٹینڈ ہوا تھا جس میں 22 بندے شہید ہو گئے ان کیلئے دعائے مغفرت کروادیں۔

ملک سکندر خان ایلووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اپسیکر! مولانا غلام قادر صاحب کے بیٹے بھی فوت ہو گئے ہیں ان کیلئے بھی دعا کروادیں۔

میراختر حسین لانگو: جناب اپسیکر صاحب! کل سی ایم صاحب کے بیٹے کے پروٹوکول میں جو سپاہی ایکسٹینڈ میں شہید ہوئے ان کیلئے بھی دعا کروادیں۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

میریونس عزیز زہری: جناب اپسیکر صاحب!

جناب اپسیکر: یہ آپ کا اجلاس ہے، آپ اس میں جس طرح بات کریں گے ابھی کارروائی کو تو شروع کر لیں۔ پرانٹ آف آرڈر پر کریں یاد دوسرے پر کریں، سارا دن آپ کا ہے۔

چونکہ آج کا اجلاس اپوزیشن کے معزز ارکین اسمبلی کی درخواست پر آئین کے آرٹیکل 354 جسے آئین کے آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، کے تحت طلب کیا گیا ہے۔ اس میں ذیل اہم عوامی نویت کے حامل موضوعات زیر بحث لائے جائیں گے۔

a۔ بلوچستان کے آئندہ بحث سے قبل پری بحث پر بحث۔

ii۔ اپوزیشن ارکین کے عقدوں میں غیر منتخب افراد کو ترقیاتی اسکیم دینے پر بحث۔

جومعہ زار ارکین مندرجہ بالاموضوع پر بحث کیلئے حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ اپنا نام بخواہیں۔

ب) اپوزیشن لیڈر صاحب! آپ شروع کریں۔

ملک سکندر خان ایم ڈوکیٹ (فائدہ حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! الحمد لله رب العالمين وَحْدَهُ وَالصَّلَوةُ وَسَلَامٌ عَلَى مَنْ أَنْبَيَ اللَّهُ بَعْدَهُ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سُبْبُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔
بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں اس لئے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے بتایا گیا کہ بحث اجلاس 18 جون کو طلب کیا گیا ہے اس لئے اب اس اجلاس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ پھر میں نے اور میرے ساتھی نصر اللہ زیرے نے آپ کے ساتھ ملکر اس کی جو قانونی صورت حال تھی وہ بتائی اور آپ نے مہربانی کی اور خاص کریہ اجلاس آپ نے طلب کیا۔ جناب اسپیکر! آج کا یہ ریکویزیشنڈ اجلاس، انہائی مایوسی کے بعد ہم نے مطالبہ کیا ہے۔ اس اجلاس کا اپوزیشن کی طرف سے کیونکہ 19 جون کو اس باؤس میں ہم نے گزارش کی تھی کہ قواعد کا تقاضہ یہ ہے، Law یہ بتاتا ہے کہ ہر سال بحث سے پہلے پری بحث اجلاس ہوا کرتا ہے۔ فروری سے اپریل تک اس کا منعقد ہونا لازمی ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ حکومت کی طرف سے تمام قواعد اور قوانین کی نفی کی جاتی ہے تو اس اجلاس کی بھی نفی کی گئی۔ پھر جناب اسپیکر 24 مئی سے 03 جون تک اجلاس یہ سیشن رہا اس میں ہم بارہا یہی مطالبہ کیا کہ قواعد اور ضوابط کا خیال رکھا جائے۔ لیکن یہاں جناب اسپیکر صاحب! ایک عجیب بھوٹانہاں کیا گیا کہ اس پورے سیشن میں سوائے ایک دن کے جو ڈپٹی اسپیکر صاحب تشریف لائے، اس کے علاوہ یہ پورا سیشن پینٹ آف چیئرمینز کے ثوابید پر چلتا رہا۔ جو اصل مقصد تھا پری بحث اجلاس بلانے کا اور اس کے لئے دن متعین کرنے کا، وہ بات نہیں ہو سکی۔ اور ہمیں مجبوراً 04 تاریخ کو یہ اجلاس بلانا پڑا۔ جناب اسپیکر! یہ آئین کا ایک ضابط ہے یہ قواعد و انصباط کا رہنمایہ اسے ایک ضابط ہے 115 (الف)۔ یہ پہلے بھی ہم بارہا یہاں عرض کر چکے ہیں جون کے مہینے میں جو سیشن تھا، 115 (الف) کا منشا یہ ہے قمل از میزانیہ بحث، ان قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر، وزیر قانون اور پارلیمانی امور، وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں عمومی

بحث کو شامل کریں گے۔ جس کے ذریعے اسمبلی کے اجلاس میں آئندہ میزانیہ کے لئے ارکان کی تجویز طلب کی جائیں گی۔ اور جو ہر سال فروری تا پریل ایام میں انہیں کے دوران منعقد ہوگا۔ یہ ذمہ داری حکومت کی تھی اور حکومت کا یہ فرض تھا، وزیر قانون اور وزیر خزانہ کا کہ وہ آپ کو approach کرتے۔ اور پھر اس قاعدے، چونکہ اور ان ضوابط کے بھی آپ As a Custodian of the House پری بجٹ بحث کے لئے دن مختص ہونے چاہیے تھے۔ اب بھی یہی صورتحال ہے کہ پری بجٹ کا منشاپورانہ ہونے کی وجہ سے ہمیں یہ اجلاس بلانا پڑا۔ جناب اسپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ 18 کو اگر نوٹیفیکیشن ہوا ہے بجٹ اجلاس کا تو یہ دون آگے کیا جاسکتا ہے، 21 یا 22 کیا جاسکتا ہے اگر 22 کو بجٹ سیشن ہے تو 24-23 کے دو دن وقت کے ہوتے ہیں۔ پھر تین دن 27-26-25 یہ بجٹ پر بحث کے لئے ہو جائیں گے۔ 28 اور 29 کو بجٹ پاس ہو جائیگا۔ تو There is ample time کہ جس میں یہ سارے معاملات طے ہوں گے۔ لیکن ایک ضابطے کی تکمیل بھی ہو جائیگی۔ اور جو اس ہاؤس کا منشا ہے وہ بھی پورا ہو جائیگا۔ لیکن اس طرح اگر ہر چیز کو روندا جائے ہر چیز کو پاؤں تلے رکھا جائے تو پھر یہ ساری چیزیں ملیا میٹ ہوں گی۔ وہ جمہوری اقدار یا پھر اس ہاؤس کی کوئی حیثیت بھی نہیں ہوگی اس ہاؤس کی بھی بے تو قیری ہوگی اور ان اراکین کی بھی۔ اس لئے میری گزارش یہ ہوگی کہ جناب اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے یہ جو پری بجٹ جو بحث ہے اس کے لئے جو بھی آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کے لئے آپ ٹائم رکھیں۔ چونکہ آج ڈپٹی اسپیکر صاحب نہیں ہیں، مجھے یقیناً ان کی اس روش پر انتہائی افسوس ہے، وہ ہوتے تو ان کے سامنے میں عرض کرتا تو بڑی اچھی بات ہوتی۔ جنہوں نے متروکہ املاک، متروکہ وقف بل جو انہوں نے اسمبلی سے پاس کرایا، وہ مساجد اور مدارس کی domination ہے ایک نیا قانون اس پر بنانے کے لئے۔ اور جو متروکہ یہ جو وقف املاک، متروکہ نہیں "وقف املاک بل" ہم نے بتیرا یہاں کوشش کی کہ یہ ہمارا دینی معاملہ ہے، مسلمانوں کا مذہبی معاملہ ہے، یہ issue انتہائی پاکستان میں inter ہوا ہے یہاں کے مسلمانوں کو تہس کرنے کے لئے ایک منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ خدا کے لئے آپ ہمیں سینیں آپ اس کو اسمبلی کے فلور پر رکھیں۔ آپ اراکین کو اس میں بحث کرنے کا موقع دیں۔ لیکن ڈپٹی اسپیکر صاحب نے ایک نہ مانی۔ ہم نے جتنے بھی پاکستان میں جو دینی طبقات ہیں انہوں نے اس بل کو یکسر مسترد کیا ہے۔ اور اس بل کو ختم کرنے کے لئے پورے پاکستان میں آپ ایسا احتجاج دیکھیں گے جو ماضی میں نہیں ہوگا۔ لیکن ڈپٹی اسپیکر صاحب کا رو یہ اس لئے افسوسناک ہے کہ دینی اقدار کے یہ بھی ان پر بھی لازم تھا کہ وہ ان دینی اقدار کا لحاظ رکھتے اور اس طریقے سے مساجد کو، مدارس کو اور دینی درسگاہوں کو اغیار کے ہاتھوں میں نہ دیتے۔ یہ

زیادہ مناسب ہوتا۔ بہر کیف چونکہ اب وہ نہیں ہیں تو جب وہ ہونگے تو پھر میں ان کے سامنے بھی یہی عرض کروں گا۔ جناب اپیکر! یہ ایک اُٹل حقیقت ہے ہمارے جو state functionaries حضرات جو یہاں تشریف فرما ہیں ان کو بھی بخوبی معلوم ہے، بلوچستان کے ایک ایک فرد کو بھی بخوبی معلوم ہے کہ گزشتہ تین سالوں سے اپوزیشن کے 23 ممبر ان کو دیوار سے لگائے رکھا گیا ہے۔ ان پر عوام تک پہنچنے کے تمام دروازے بند کئے ہیں۔ ان کے تمام حقوق غصب کئے ہیں، جو کسی جمہوری یا انسانوں کے ماحول میں رہنے والوں کا شیوه کسی بھی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ ماضی میں سوائے 2013ء onward کے، اس سے پہلے ہمیشہ یہ ہوا کرتا تھا کہ وزیر کی اپنی مراعات تو ہے، اُس سے کوئی انکاری نہیں ہے جناب اپیکر صاحب! وزیر کی تجوہ ہے، وزیر کا بغلہ ہے، وزیر کے نوکر ہیں، وزیر کی جو مراعات ہے، وزیر کا محکمہ ہے، اپنے محکمے سے اپنے حلقات میں اسکیم دے سکتا ہے۔ fellow منشی صاحبان سے اسکیم لیکر اپنے حلقات میں خرچ کر سکتا ہے۔ وزیر اعلیٰ کا اتحادی ہے، وزیر اعلیٰ سے اپیش اسکیم لیکر اپنے حلقات میں وہ خرچ کر سکتا ہے۔ اس میں کسی کو کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک ایم پی اے فنڈ کا تعلق ہے اس علاقے کی اس حلقات کی ترقی کا تعلق ہے اُس میں اپوزیشن اور گورنمنٹ پیپر ہمیشہ برابر میں رہی ہیں کیونکہ ایک حلقات میں جو ترقیاتی ضروریات ہیں دوسرا حلقات میں بھی یہ پیسے اُن ایم پی ایز کے تو نہیں ہیں، وہ تو ان علاقوں کے، ان علاقوں کے عوام کے ہیں۔ لیکن اس دفعہ یہ تین سال سے مسلسل اس قسم کے جو غیر آئینی غیر قانونی غیر انسانی عمل وہ بلوچستان کے اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس کو تاریخ کبھی معاف نہیں کر گی۔ یہ دن گزرتے ہیں، دن گزر جائیگے اللہ کا بھی فرمان ہے کہ ”تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ“۔ یہ دن تبدیل بھی ہوتے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جب ہم تین سال سے اس قسم کی مصیبت اس قسم کے جبر سے دوچار ہیں۔ ہم نے اپنے تمام جتن کئے ہیں جناب اپیکر صاحب! اسمبلی کے اندر، اسمبلی کے باہر ہم نے پاکستان کے پریزیڈنٹ پاکستان کے چیف جسٹس، بلوچستان کے چیف جسٹس، بلوچستان کے چیف سیکرٹری جہاں تک ہو سکا ہم نے یہ تمام جو یہاں غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر انسانی عمل اپوزیشن کے ساتھ ہو رہا ہے اُس سے آگاہ کیا ہے۔ جناب اپیکر! بجٹ کی جو تعریف ہے وہ بالکل سادہ الفاظ میں ہمارے ساتھ جس طرح میں نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ تین سالوں سے تو یہ ظلم ہو رہا ہے لیکن ہماری شناوائی نہیں ہوئی۔ احتجاج پر ہمیں جبراً مجبور کیا گیا۔ اب جو بجٹ ہے، جس طرح ایک خاندان ہے اپیکر صاحب! اُس خاندان کے 50 افراد ہیں، وہ خاندان بھی اپنے سالانہ معاملات کو طے کرنے کے لیے ایک پالیسی بناتا ہے کہ جی اس سال گھر میں کتنے نئے کمرے بنائیں گے اور اس میں بچوں کو تعلیم کے لیے کہاں کہاں بھیجیں گے، ان کے اخراجات کا کیا تعین

ہوگا۔ مریض جو اس خاندان میں ہیں، chronic ہیں یا otherwise ان کو علاج کے لیے کہاں کہاں لے جایا جائے گا اُس کے اخراجات۔ تاکہ وہ فیلی خوش اور آسودہ رہے۔ اسی طرح کا جو ملکی سطح پر ہے یا صوبائی سطح پر ہے اُس میں بھی یہی چیز منظر رکھی جاتی ہے کہ عوام کی خوشحالی اور سکون کے لیے کون سے ذرائع استعمال کیے جائیں تاکہ عوام کو خوشی اور سکون میسر ہو اُن کو سہوتیں فراہم کریں۔ اب ایک علاقے کی ضروریات دوسرے علاقے کے برابر نہیں ہیں۔ کہیں پانی کی ضرورت ہے کہیں ایگر لیکچر کی۔ آپ آپ کوئی ڈسٹرکٹ کو لے لیں، کوئی ڈسٹرکٹ میں particularly میرے ساتھ یا ہمارے باقی ساتھیوں میں کچھ نے زراعت کی بات کی لیکن باقیوں میں کیونکہ زراعت سے متعلق کچھ نہیں ہے، مال مویشی سے لا سیواستاک سے متعلق کوئی ایسی بات نہیں ہے فشریز سے متعلق ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو ہر علاقے اور ہر حلقة کی اپنی ضروریات ہیں۔ بجٹ کا بنیادی غرض بھی یہی ہوتا ہے کہ جہاں جس کو جس چیز کی ضرورت ہو، جس علاقے کے عوام کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ اُس کو پوری کر کے دیا جائے۔ اسی لیے pre-budget session ہوتا ہے کہ ہر علاقے کا ہر حلقة کا جو نمائندہ ہے، وہ اس پورے ہاؤس کے سامنے اپنی ضروریات شیئر کرتا ہے۔ باقی جتنے بھی ممبران ہیں۔ پھر ان سب کو accumulate کر کے پھر اسے ایک بجٹ کا تصور بنایا جاتا ہے۔ تو اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہونا چاہیے کہ بجٹ میں جس چیز کی ضرورت ہو، جس علاقے کی، اُس کی جو کمی ہے اُس کو پورا کیا جائے۔ اب ہمارے معاشرے میں، ہمارے بلوچستان میں مختلف علاقوں میں مختلف اشیاء کی ضرورت ہے، مختلف اُن کے مسائل ہیں اور اُن کے حل کے لیے اُن کے مسائل کو بجٹ کا حصہ بنایا جائے تو وہاں کے لوگوں کو سکون مل سکتا ہے۔ تو یہ ایک بنیادی چیز ہے وہ اگر pre budget discussin ہو تو اُس میں ہی ساری چیزیں آ جاتی ہیں کہ کس علاقے کو کس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ کس علاقے کے عوام کو کیونکہ یہاں منظر عوام کی آسائش اور اُن کے سکون اور اُن کے مسائل کے حل کو سب سے زیادہ فوقيت دی جاتی ہے۔ اگر عوام کو نظر انداز کیا جائے۔ جہاں پینے کا پانی نہ ہو، وہاں آپ beautification کی کوئی چیز رکھیں تو لوگ تو اُس کو accept نہیں کریں گے۔ لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ جی ہم پانی کے لیے ترپ رہے ہیں ہمیں پانی دیا جائے۔ تو جہاں جس علاقے میں جس چیز کی ضرورت ہو اُس کا مدوا کیا جائے اُس کا احاطہ بجٹ میں کیا جائے، وہاں سے ریلیف اُن عوام کو دیا جائے تو یہ خوشحال بجٹ ہو گا۔ یہ عوام دوست بجٹ ہو گا۔ اس کو لوگ دل و جان سے accept بھی کریں گے۔ مثلاً میں اپنے حلقات کی بات کرتا ہوں۔ میرے حلقات میں سب سے جو بنیادی ضرورت ہے وہ پینے کے پانی کی ہے۔ اب پینے کا پانی نہیں ہے آپ تو اُن کو دنیا کی تمام چیزیں دیں اگر وہ پانی کے لیے ترپ رہے

ہیں تو یہ باقی چیزیں اُن کے کوئی کام نہیں آئیں گی۔ اس لیے سب سے پہلے اس بات کو دیکھا جائے کہ اس علاقے میں پانی کی ضرورت ہے اور یہاں پانی دیا جائے۔ تو اس طریقے سے اُس علاقے کے لوگوں کے مسائل حل ہوں گے۔ میں نے اس اسمبلی میں اپنے علاقے کے پانی کے لیے میں نے ایک قرارداد بھی پیش کی۔ اور میں نے گزارش کی کہ میرا حلقة نواں کلی سے ترین شہر تک، پھر کوتواں، کلی عمر، شیخ ماندہ، الماس، کلی اسماعیل پھر اسی طرح خروٹ آباد، خیزی، سمنگلی یہاں پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔ یہاں سے قرارداد منظور بھی ہوئی۔ اُس کو میں نے follow کرنے کے بھی کوشش کی۔ لیکن 1500 روپے ایک ٹینکر کا لیتے ہیں جس بندے کی ماہانہ آمدنی 10 سے 15 ہزار ہو اور وہ 1500 روپے ایک ٹینکر پانی کے لیے ہر ہفتے کے بعد دیں تو جناب اپیکر صاحب! آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اُس علاقے کی کیا صورتحال ہوگی۔ ہمارے جو بلوچستان میں عمومی طور پر جو تعلیم کی ضرورت ہے وہ مد نظر رکھا جائے۔ میں نے اپنے علاقے میں لاکھوں کی آبادی ہے نواں کلی سے ترین شہر تک لاکھوں کی آبادی ہے خروٹ آباد اور خیزی کی، اسی طرح شیخ ماندہ کی۔ میں نے گزارش کی کہ جی یہاں بوائز اور گرز کانچ کی ضرورت ہے، خروٹ آباد میں بھی ضرورت ہے، نواں کلی میں بھی ضرورت ہے، شیخ ماندہ میں بھی ضرورت ہے کیونکہ یہاں سب جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں بچوں کا تو پھر بھی کوئی نہ کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں بچیاں ہمارے کلچر اور ہمارے علاقے کے عوام کی غربت کی وجہ سے بچیاں ہماری جہاں تک جس علاقے میں وہ رہتی ہیں جناب اپیکر صاحب! اُسی علاقے میں وہ تعلیم تک محدود رہتی ہیں۔ اگر ہاں ڈل اسکول ہے تو پچی ڈل اسکول کر لیتی ہے اُس کے بعد والدین کو لے جانے اور لانے کی سخت نہیں ہوتی، پچی کی تعلیم رہ جاتی ہے۔ اگر وہاں کانچ قائم کیا جائے تو کانچ میں اس حد تک تو ہو گا کہ ایف ایس سی وہ کر لے گی، اُس کے future کا تعین ہو جائیگا تو وہ اُس علاقے میں آسانی سے آ جاسکتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اس چیز کو کبھی مد نظر نہیں رکھا گیا ہے اور اپنی مرضی سے جس طریقے سے آپ فنڈز کو پی ایس ڈی پی میں ڈالیں۔ آپ utilize کریں، لوگوں کی جو ضروریات ہیں اُن کو مد نظر نہ رکھیں تو اس کی کیا صورتحال ہوگی؟ یہی pre-budget بحث کا موضوع ہونا چاہیے تھا کہ جہاں تعلیم کی ضرورت ہے۔ بلوچستان بھر میں یہی صورتحال ہے ہماری بچیاں اور اُن کے والدین بڑے پریشان ہوتے ہیں بچیوں کے بارے میں۔ لیکن بچیوں کی تعلیم اُن کی دسترس میں نہیں آتی۔ اُن کی قوت سے باہر چلی جاتی ہے۔ تو یہ pre-budget discussion ہوتی تو یہ ساری چیزیں درمیان میں آتی تھیں اسی طرح پورے بلوچستان کی تعلیم کی یہ صورتحال ہے صحت کے بارے میں بھی یہی صورتحال ہے یہ

دیکھا جائے کہ کس علاقے میں جو بھی میڈیکل سینئرز چاہے وہ BHU کی شکل میں ہو چاہے RHC کی شکل میں ہو چاہے hospital کی شکل میں ہو علاقے کی ضرورت کو منظر کروہاں اپتال قائم کیا جائے۔ تو یہ صورت حال اگر اس طرح نہیں بنتی ہے تو پھر علاقے کے لوگوں کو تو خوشی نہیں ملتی ہے نہ علاقے کے لوگ خوش ہو سکتے ہیں نہ ان کا مدعاوا ہو سکتا ہے آپ اربوں روپے تقسیم کرتے جائیں لیکن ان لوگوں کی بنیادی ضروریات ہیں اگر وہ پوری نہیں ہوتیں تو وہ ان کے لیے پریشانی کا باعث رہتا ہے۔ لیکن یہاں unfortunately ایسے ظلم ہوتے ہیں جس سے روگئے کھڑے ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! میرے حلقے نواں کلی میں اُس وقت کے جو صحت کے منسٹر تھے وہ ہماری پارٹی کے تھے عین اللہ شمس صاحب۔ انہوں نے نواں کلی میں اُس وقت 40 bedded hospital کے لیے پوری ترتیب بنائی۔ نواب صاحب اُس وقت ہمارے وزیر اعلیٰ تھے۔ اُنہوں نے اس کو proceed کیا لیکن unfortunately اُس حکومت کی جانے کی وجہ سے وہ mature نہیں ہو سکا۔ جو نبی میں کامیاب ہوا تو میں نے اسی اپتال کا مطالبه کیا اسی ایم صاحب سے مطالبه کیا اور پھر وہ آگے چلا اُس میں لیکن ہوا یہ جناب کہ unfortunately انتہائی ظلم اس قسم کا ظلم جناب اسپیکر صاحب! تاریخ میں نہیں ہوا ہے۔ آج unfortunately وہ نہیں ہیں۔ ہوتے تو ان کے سامنے لیکن یہاں تشریف فرمائیں اُن کو ان تمام واقعات کا شاید علم ہو گا بھی، یقیناً ہو گا۔ ہوا یہ کہ جی functionaries جب یہ ہسپتال mature ہو رہا تھا تو P&D کی جو قائمہ کمیٹی کے ایک چیئر مین صاحب ہیں یا ہمارے ایگر یا پھر کے جو منسٹر صاحب ہیں انہوں نے اُس کو اپنے نام سے منسوب کرنے کی کوشش کی۔ بہر کیف چونکہ علاقے کے لیے ترقیاتی عمل تھا چلتا رہا۔ لیکن پھر ہوا کیا جو سب سے بڑی بد قسمتی ہے وہ ہوا یہ کہ یہ ہسپتال زرغون ہاؤ سنگ اسکیم میں اس کی تغیری شروع ہوئی۔ زرغون ہاؤ سنگ اسکیم جناب اسپیکر صاحب! کوئی کسی سب سے بڑی سرکاری ہاؤ سنگ اسکیم ہے۔ جس میں کالج، hospital، پارک اور playground بھی ہے، ساری چیزیں ہیں۔ لیکن اس اپتال کو جس کو نواں کلی کے نام پر رکھا گیا اس کو زرغون ہاؤ سنگ اسکیم میں اُس کی تغیری شروع کی۔ نواں کلی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ حلقہ 32 میں جو ہمارے دوست ملک نصیر شاہوں کا حلقہ ہے لیکن چونکہ اس کے ساتھ نام جوڑا گیا نواں کلی کا۔ میں نے کہا کہ بابا بی تو بنا، میں پھر نواں کلی یعنی جو لوگ اُس ہسپتال میں جاتے ہیں وہ کوئی کے سول ہسپتال سے بہت زیادہ سہولت میں آ بھی سکتے ہیں نزدیک ہے۔ BMC بھی سہولت میں جاسکتے ہیں نزدیک ہے۔ لیکن دوبارہ میں نے کوشش کی۔ میں نے کہا بھئی وہ تو آپ لوگوں نے اُدھر بنا دیا نواں کلی کا ہسپتال تو آپ لوگوں نے ہڑپ کر لیا۔ تو یہ نواں کلی میں آتا ہے۔ کہتے ہیں ”نہیں“

جی اس کے نام کے ساتھ نواں کلی لکھا ہوا ہے لہذا یہ اب جب تک وہ نام اُس کے ساتھ رہے گا وہ نواں کلی کا ہسپتال ہو گا۔“ کل جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ کے ضلع آواران میں بھی ایک ہسپتال ہو، جس کے ساتھ نواں کلی ہو، تو وہ اس وقت تک نواں کلی کا ہسپتال ڈکیسر ہو گا جب تک نام نہیں ہٹایا جائے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے، ٹھیک ہے وہ ہسپتال زرغون ہاؤ سنگ اسکیم میں، ویسے اسکیموں میں hospital کی گنجائش رکھی جاتی ہے، اُس کے لئے زمین، کالجز کی زمین، وہاں کا لج جو انہوں نے شروع کیا وہ بھی نواں کلی کے نام پر ہے۔ اب افسوس کی بات ہے کہ نواں کلی ایک الگ ایسا ہے لاکھوں کی آبادی ہے۔ آپ حلقة 32 میں کالج، 32 میں بھی نہیں وہ ہاؤ سنگ اسکیم میں آپ بنارے ہیں۔ لیکن اُس کے ساتھ جوڑ دیا ہے نواں کلی۔ تو اس قسم کا جو آن ہونی ظلم ہے۔ جس کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی ہمارے یہاں ہماری اس حکومت میں اس قسم کے ظلم و جبر بھی کیئے جاتے ہیں۔ اگر یہاں Pre-Budget discussion یا Discussion ہوتا۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب! میرے خیال میں آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے باقی ممبران بھی بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: جی جناب within minutes conclude کرو گا۔

جناب اسپیکر: جی آدھا گھنٹہ ہو گیا۔ thank you

قائد حزب اختلاف: ہمارے سارے ساتھی بیٹھے ہیں وہ بات کریں گے۔ جناب اسپیکر! اسی طرح ہمارے ہاں بلکہ پورے بلوچستان کو بھی کا مسئلہ درپیش ہے۔ لوگوں کے لئے کتنی پریشانی ہے آپ خود اس کا اندازہ لگاسکتے ہیں شام کو آتے ہیں تو انہیرے میں بچے نہیں پڑھنیں سکتے ہیں لوڈ شیڈنگ ہے۔ اور پھر کم ولیع کی وجہ سے لوگوں کے بر قی آلات پنکھا، فرتح اور دوسری چیزیں جل جاتی ہیں۔ اب اس پر یہاں بحث بھی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان یا اس کے ڈیپارٹمنٹس کیسکو کے 55 ارب روپے کے مقروض ہیں۔ اب کیسکو چونکہ ڈیپارٹمنٹس کی طرف تو نہیں جاسکتی وہ وہاں کے غریب لوگوں کو جدھر جدھر بلوچستان میں ملتا ہے اُن کی لائنسیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ ایگر یہ کچھ تباہ ہوتا ہے گھر تباہ ہوتے ہیں اگر اس قسم کی بجٹ بحث ہوتی تو ان چیزوں کے لئے کوئی لائچہ عمل طے ہو سکتا تھا۔ اب اسی طرح جناب! ہمارے بڑے جن جن علاقوں میں اب تک گیس گئی ہے کوئی مسٹونگ، قلات، پیشین اور زیارت یا سردار علاقے ہیں یہ لوگوں کی جان بچانے کے لئے لیکن جب گیس نہ ہو اب وہ طریقہ کار بھی لوگوں کا change کیا گیا پہلے لکڑیاں لا کر جلاتے تھے اب وہ طریقہ بھی نہیں ہیں۔ لوگوں کو مشقت میں ڈال کے تو یہ ظلم و جبر، اگر اس پر کھل کر یہاں بحث کی جاتی تو اس قسم کی جو غلط منصوبہ بندی

ہوتی وہ رک جاتی۔ اسی طرح کوئٹہ میٹر و میں اب شامل بھی ہوئے ہیں لیکن وہاں ان کو کوئی سہولت نہ نالیوں کی ہے نہ مٹھ تائل کی ہے نہ سیورنج کی ہے تو یہ ساری چیزیں ضروری تھیں ضروری ہیں اور ضروری رینگنی۔ لیکن ان کو یہاں discuss نہیں کیا جاتا اس کے لئے پیسے مختص نہیں کیتے جاتے یہ تو بڑا مسئلہ ہو گا لوگوں کے لئے۔ جو سب سے اہم مسئلہ جناب اسپیکر صاحب! اور ہم حکومت کے ذمہ دار ان جو یہاں تشریف فرمائیں ان کے بھی گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آج تک دنیا کی کسی بھی تاریخ میں نہیں ہوا ہے کہ علاقے کا نمائندہ کوئی اور وہاں کام کسی اور کو کروڑوں روپے میں کہ جی تم جا کے کام کرو۔ ظلم کی بدترین مثال ہے اور یہاں حکومت کا آخر میں اس نے جتنے بھی مظالم کیتے سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ پارٹی ورکر زکو کروڑوں روپے دے کر اس کے رشوت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں اور کرپشن کا میدان بھی گرم رہتا ہے وہ کسی کو جواب دہ بھی نہیں ہوتے ہیں۔ لوگ اگر آتے ہیں، اگر کسی بجلی کے لئے آتے ہیں تو ثناء اللہ جان کے پاس آتے ہیں۔ گیس کے لئے ثناء اللہ صاحب کے پاس آتے ہیں۔ لوکل کے لئے اس کے پاس جاتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی غرض ہو، روڈ ہو سیورنج ہو اس کے لئے آتے ہیں۔ لیکن پیسے کسی اور آدمی کو دیئے جاتے ہیں جو وہاں جا کے خرچ کرتا ہے۔ اس قسم کا ظلم تو آج تک دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں دیکھا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس ظلم کا مدارکیا جائے اس ظلم کے خلاف آواز بلند ہونی چاہیے۔ اور اس وقت تک یہ آواز بلند ہونی چاہیے جب تک یہ ظلم ختم نہیں ہوتا۔ یا تو پھر ایک نوٹیفیکیشن کیا جائے، کہ یہ جو legal اوRights Holders as Constitution ہیں جو ہر حلقة کے ایم پی ایز ہیں، 23، ان کا جو نوٹیفیکیشن ہے وہ null and void، representative of that particular constituency کی جائے۔ یہ اس کے ذمے کچھ بھی نہ ہو پھر جائیں وہ جس طریقے سے بانٹتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس علاقے کا نمائندہ ہے تو اخلاقاً بھی شرعاً بھی، قانوناً بھی، جمہوری تقاضوں کے طرز پر بھی، ہر لحاظ سے اس representative کا حق بتتا ہے کہ وہ اس علاقے کی اسکیمات کی تجویز کریں اور پھر PC-1 کا یہ فرض بتتا ہے کہ اسی کو follow کریں اسی کی feasibility functionaries کا کام کریں اگر وہ ایرے غیرے کے نام پر لے جاتے ہیں تو اس علاقے کے اس فرد کی تو ہو کہ اس فرد کا تو ہو گا فائدہ لیکن علاقے کے لوگوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تو یہ انتہائی اہم ایشوٹھا جو میں نے جناب کی خدمت میں عرض کیا۔ جہاں تک ہمارا اس وقت مطالبہ ہے جس طرح میں نے شروع میں کہا کہ ایم پی اے نڈر زر قیاتی حلقة کے لئے، وہ یقیناً برابری کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس ہر علاقے، ہر حلقة کی، ایک لاکھ ستر ہزار سے لے

کے دوالاکھ یا بلکہ کئی ایسے حصے ہیں جہاں تین لاکھ آبادی ہے، وہاں ان لوگوں کی ضروریات ہیں وہ ایک پی اے فنڈز سے ان کا حتی بنتا ہے کہ وہ وہاں اُس ترقیاتی عمل سے مستفید ہو۔ تو یہ برابری کے حق پر ہونا چاہیے۔ لیکن نہیں ہوتا تو ٹھیک ہے ظلم تو ہورہا ہے ہمارا احتجاج رہے گا پھر جو بھی result اُس کا نکلے گا۔ بہت شکریہ جناب اپسیکر

صاحب Thank you very much

جناب اپسیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی حمل صاحب۔

میر حمل فرمتی: جناب اپسیکر! باہر گیٹ پر بلوچ اسٹوڈنٹس احتجاج کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اور شاہ صاحب جا کے یا تو آپ بیوالمیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہُسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ حمل صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بلوچ اسٹوڈنٹس آر گناہ زیشن کے طلباء نے آج اسمبلی کے سامنے احتجاج کیا ہے۔

جناب اپسیکر: کس چیز پر؟

جناب شاء اللہ بلوچ: کہ بلوچستان میں گوادر کی یونیورسٹی، خاران میں میڈیکل کالج کا قیام، نصیر آباد میں میڈیکل کالج کا قیام، جھالا و ان میڈیکل کالج، لورال الائی میڈیکل کالج، بلوچستان کے تعلیمی ادارے خواتین کی تعلیم نوجوانوں کے علم وہنر کے ادارے تین سال سے بلوچستان میں تعلیم پر پابندی لگی ہے۔ کوئی بھی تعلیم پروجیکٹ چاہیے وہ تعلیم کا ہو، سکول کا ہو، مڈل سکول ہو، پرانگری سکول کا ہو، اساتذہ کا ہو، یونیورسٹیوں کا ہو، اس حکومت نے روک دی ہے۔ یہ حکومت چاہتی ہے کہ بلوچستان کے عوام تھوڑی بہت اُن کی آنکھوں میں تعلیم کی وجہ سے روشنی آئی ہے، وہ آنکھیں بھی اُن کی نکال دی جائیں۔ ایک آندھا گونگا، بہرہ بلوچستان چاہتے ہیں جناب والا! تو اُس آندھے، گونگے بہرے بلوچستان کو بچانے کیلئے وہ نوجوان اس عدل کے دروازے پر دوبارہ آج آئے ہیں۔ تو کیونکہ ادھر تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان خسارے میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک trend یہ کہتے ہیں emerging بلوچستان۔ مجھے تو لگ رہا ہے بلوچستان ہے یعنی اُبھرتے ہوئے بلوچستان کے بجائے ڈوبتا ہوا بلوچستان ہے۔ یہ حال ہے۔ چار دن کے بعد بجٹ پیش ہونا ہے۔ اتنی خوبصورت تقریر کی ملک صاحب نے اور اب دوسرے دوست کریں گے تجویز دینا چاہتے تھے۔ آپ کو یہاں ایک شخص بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ یہ گونگے بہرے بلوچستان کی سب سے بڑی مثال ہے کہ اُس کی اسمبلی میں اُس کے حاکم وقت جن کو بلوچستان کے مسائل سننے چاہئے تھے آج خود جناب والا! آرام فرم رہے ہیں۔ تو وہ بچہ ہماری اولاد ہیں، وہ ہمیں جگانے آئے ہیں کہ اس صوبے کو تعلیم، سکول، کالج اور اساتذہ کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر: اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ وقفہ اذان عصر)

جناب اسپیکر: شاء بلوج صاحب! ایسی بات نہیں ہے، اور آپ جا کے مذاکرات بھی کریں گے تو گورنمنٹ کا کوئی بندہ نہیں ہے کون ensure کرایگا کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے۔ گورنمنٹ جانے اُس کا کام جانے۔ وہ مذاکرت کرے یا نہیں کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسی بات نہیں ہے کہ گورنمنٹ نے بالکل ایجوکیشن کو بے یار و مددگار چھوڑا ہے، پرو جیکیش ہیں اور ہر ضلع میں بہت سارے پرو جیکیش ہیں۔ کمی پیشیاں ہیں تو وہ آپ بالکل سامنے لاسکتے ہیں۔ اب یہاں میرے خیال میں گورنمنٹ کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔

میر حمل کلمتی: اگر گورنمنٹ والے ہوتے تو ہم آپ سے request کرتے وہ بچے ہیں۔

جناب اسپیکر: میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ جا کے کیا ensure کرائیں گے؟ تو چھوڑ یہ گورنمنٹ ہے نہیں۔

میر حمل کلمتی: مطلب کم از کم اُن کوں کے یہاں آ کے اُن کی آواز تو اٹھائیں گے۔

جناب اسپیکر: کیا اٹھائیں گے؟ احوال تو یہی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! ایک صوبہ ہے اور اُس کا نام بلوچستان ہے، اس کا ایک وزیر اعلیٰ ہوتا ہے۔ یہاں اس کے نمائندے ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں کس چیز پر آپ بات کر رہے ہیں؟

ملک نصیر احمد شاہوی: اسی مسئلے پر کہ لوگ آج ہمارے دروازے پر بیٹھے ہیں اور کوئی سننے والا نہیں ہے۔ یہ وہ دروازہ ہے۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کے بندے کوئی ہیں نہیں تو میں کیا کروں؟

ملک نصیر احمد شاہوی: تو کیا وہ مر گئے ہیں؟

جناب اسپیکر: وہ بلوچستان کے مستقبل بنا رہے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: نہیں مقصد یہ ہے کہ اگر ایک غیر حاضر ہو سکتا ہے تو غیر حاضر ہو سکتے ہیں، دس غیر حاضر ہو سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی میرے خیال میں اُس پر آ جاتے ہیں کیونکہ گورنمنٹ کے نہیں ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بیس غیر حاضر ہو سکتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ اس ایوان کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ پہلے تو میرے خیال میں ہونا یہ چاہیے تھا۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ ایسا کریں آپ پارلیمانی لیڈر ہیں آپ موضوع پر بحث کریں، کیونکہ گورنمنٹ والے نہیں ہیں، ہم ان کو کیا ensure کرائیں گے کہ ہم کیا کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ وہاںی: جناب اسپیکر صاحب! میں موضوع پر بات ضرور کروں گا۔ بقیتی یہ ہے چونکہ اس دروازے پر لوگ اپنی فریاد لے کر آتے ہیں جب سننے والا نہیں ہے آپ سمجھیں آپ custodian ہیں۔ پھر بھی آپ خصانت تودے سکتے ہیں کہ آپ کی آواز وہاں تک اگر ہم جائیں تو ہمارے کہنے پر تو وہ اٹھیں گے نہیں۔ تو آپ کم از کم یہ ہمیں surety دے دیں کہ اگر ہم ان کے ساتھ کوئی وعدہ کریں گے، کوئی وہاں بات کریں گے۔ آپ اُس بات کو وہاں تک پہنچائیں گے۔ ویسے تو کل ہمارا یہاں احتجاج ہونے والا ہے۔ ہمارا کمپ لگنے والا ہے ایسا نہ ہو کہ بجٹ سے پہلے یہاں ایک حجم غیرہ ہو اور ساری دنیا یہاں جمع ہو۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ والے آئیں گے اور بات کریں گے کہ وہ کیا چیز کر سکتے ہیں کیا نہیں کر سکتے پھر ہم جا کے۔

میراحمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! چابندے جا کے ان سے مذاکرات کریں۔۔۔ (مدخلت)

جناب اسپیکر: یہاں فلاور پر بات کر کے بھی اُس پر عمل نہیں ہوتا۔

میراحمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو چار دوست ہم جاتے ہیں، چار بچوں کو ساتھ لیکر آپ سے مذاکرات کرائیں گے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں میری ضرورت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کے کسی بھی نمائندے سے کروا دو تو بہتر ہے۔

میراحمد نواز بلوچ: جناب! آپ ان کی بھی مرہم کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں، نہیں وہ گورنمنٹ کا کام ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ وہاںی: جناب اسپیکر صاحب! یہ تیج نمبر ایک میں نے کھولا ہے، اس پر جام صاحب کی ایک تصویر ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے ”کہ وزیر علی بلوچستان جام کمال خان کی ہدایت کی روشنی میں بلوچستان کے شہری صوبائی، سرکاری اور مکموں سے متعلق اپنی شکایات کے ہر وقت ازالے کیلئے کہ Chief Minister complaint ہوئے دیا ہے۔ اور اُس میں ایڈر لیس وغیرہ لکھے ہیں۔ اگر یہ اُس پر حل ہونے والی بات ہوتی تو یہ آج خود بہ نفیس موجود ہوتے، کوئی سننے والا نہیں ہے۔ یہ تو ایک مذاق ہے ان لوگوں کے ساتھ۔

جناب اسپیکر: تو سننے والا بعد میں بھی وہی ہیں۔ اگر نہیں سن رہے ہیں تو وہ بعد میں بھی نہیں سنیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: تو پھر اس قسم کا مذاق لوگوں سے کیوں کرتے ہیں کہ اس قسم کے پتچ بھی چھوڑتے ہیں کہ لوگ اپنی شکایات کا ازالہ اس طرح کریں۔ لوگ آپ کے دروازے پر تینج چکے ہیں، لوگ آوازیں دے رہے ہیں کہ کم از کم اگر یہاں حکومت نہیں ہے جناب والا۔

جناب اسپیکر: چلو! اگر حمل ملکتی اور شناہ بلوچ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو جا کر کے بات کر کے آجائیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: بات کس کے behalf پر کریں؟

جناب اسپیکر: کوئی behalf نہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں نا۔ جی۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو منظر سی تجویز پہلے آپ صرف دونٹ کیلئے جو نوجوان مطالبات کر رہے ہیں پہلے ان کی نوعیت تو دیکھ لیں۔ گودار یونیورسٹی کیلئے بجٹ اور شرافت کی منظوری جو 2018ء میں یہاں ایکٹ ہم نے already پاس کیا۔ تین سال سے آپ کہہ رہے ہیں ”کہ کچھ نہ پچھ ہو رہا ہے“۔ میں تو حیران ہوں حکومت والے نہیں کہہ رہے ہیں لیکن آپ کہہ رہے ہیں ”کہ کچھ ہو رہا ہے“۔ تین سال سے، یہاں ان کا ایکٹ منظور ہوا۔

جناب اسپیکر: بالکل ایجوکیشن کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا ہے، یہ بات ہے۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: میں اس طرف آ رہا ہوں۔ میں نے خاران میڈیکل کالج کی قرارداد و سال پہلے یہاں منظور کروائی۔ اُس کیلئے آئے ہیں کیونکہ اس اسمبلی نے کی ہے۔ واٹک میں ڈگری کالج کا قیام۔ اتحل سمتیت بلوچستان کے فنی تعلیمی ادارے، یہ ہمارے constituency نہیں ہے اتحل۔ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اپنی ہے۔ تعلیمی اداروں کی بحالت، تربت میں پیلک لاہوری کی قیام، یونیورسٹی کی سطح پر پولی ٹکنیک کی قیام۔ یہ وہی باتیں ہیں جو تین سال سے۔ میں آپ کو صرف جناب اسپیکر صاحب! آپ ان کو بلا میں اپنا اسٹاف بھیجیں۔ دو یا تین جو آپ کے ذمہ دار شاف میں سے ہیں ان سے کہیں کہ اپنا احتجاج ختم کریں اجلاس کے بعد لکھیں۔ ان کو سئیں، ان کی تمام سفارشات پر مبنی چیف سیکرٹری، گورنمنٹ آف بلوچستان کو ایک letter لکھیں” کہ میرے دروازے پر یہ آئے ہیں ان کے بہت ہی سمجھیدہ مسائل ہیں بجٹ پی ایس ڈی پی 22-2021ء بن رہا ہے۔ لہذا تعلیم بلوچستان میں ترجیح ہونی چاہیے۔“ اس قوم کو آنکھیں چاہئیں، اس قوم کو دفاغ چاہیے، اس قوم کو دل چاہیے۔ ابھی ہنرمند ہاتھ چاہیے۔ لٹکرے، لو لے جی ایک ہزار آدمی لے آئیں وہ بلوچستان کو تباہی کی طرف لیجائیں گے۔ اس قوم کو شہزادے چاہیے۔ وہ یہ مطالیب کر رہے ہیں کہ ہماری دولت وہ سیمنٹ، سریے اور چوری ڈکیتی میں خرچ نہ کریں۔ تین سالوں سے آپ کہتے ہیں میڈیکل کالج جمالا وان بند پڑا ہوا ہے۔ لور الائی

میڈیکل کالج بند پڑا ہوا ہے۔ یہ PSDP کی کاپی ہے۔ فنڈ مختص ہوتے ہیں۔ چھپلی دفعہ 20-2019 اور 2020-21 میں۔

جناب اسپیکر: چلیں آپ ان سے بات کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب والا! 9 ارب روپے میں سے 9 کروڑ ہمارے حلقے خاران میں خرچ نہیں ہوئے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں شاء اللہ بلوچ صاحب! آپ topic سے ---

جناب شاء اللہ بلوچ: سر! لوگوں کو یہ علم ہونا چاہئے۔

جناب اسپیکر: یہ علم کی بات ہی نہیں ہے کہ ---

جناب شاء اللہ بلوچ: کہ اس حکومت نے بلوچستان میں تعلیم کے دروازے بند کر دیئے ہیں یہ بچے آکے ہمیں جگار ہے ہیں۔ ہم تو بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ حکومت۔ ہم نے کہا ٹینڈر ہوتے ہیں سکول کینسل ٹیچرز کی appointment ہو جاتی ہیں وہ کینسل۔ مثلاً یہ قوم اب کیسے ترقی کرے گی جناب والا! یہ ڈوبتے ہوئے بلوچستان کو کیسے بچائیں گے یہ میری اور آپ کی ذمہ داری بنتی ہے۔ ان بچوں کو ہمیں آج ہی جگانا چاہیے تاکہ وہ جا کر پڑھیں۔ آج ہمارے بچے ہمارے دروازے پر آئے ہیں ہمیں جگانے کے لئے کہ آپ خواب خرگوش میں ہیں یہ صوبہ خواب خرگوش میں ہے یہ صوبہ ڈوبتا جا رہا ہے جناب اسپیکر! آپ کا بہت بڑا عہدہ ہے، آپ ان کو بلا کیں آپ کے بچے ہیں آپ ان کو اپنے کمرے میں بٹھائیں جب تک ان کو چائے پلائی جائے گی، ہم ادھر اسمبلی کا اجلاس ختم کریں گے ساری تفصیل آپ ان کی سن کے سفارشات صوبائی حکومت کو بھیجیں۔ یہ تاریخ کا حصہ رہیں گے۔ ہماری باتیں بھی انہوں نے نہیں سنیں۔ (ڈیک بجائے گئے) کوئی شہرت نہیں بڑھاتا ہم نے تاریخ میں اپنا فرض ادا کیا۔

جناب اسپیکر: یہاں کوئی ہم نہیں دے سکتے کوئی عہدہ نہیں ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہم نے بلوچستان کے حوالے سے انہوں نے ہماری بھی ایک بات نہیں سنی آپ کی بھی نہیں سنیں گے۔

جناب اسپیکر: چلو آپ وہ ---

جناب شاء اللہ بلوچ: سر! ہمارے جانے سے کچھ نہیں ہو گا وہ آپکے دروازے پر آج آئے ہیں ہم تو اپوزیشن والے تو ان کے مطالبات وہ ہی مطالبات ہیں جو ہم نے ان کے لئے قرارداد پاس کی۔

جناب اسپیکر: چلیں ان کو جیبر میں لا کیں، بات کرتے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سر! اپنے شاف کو بول دیں، مناسب ہوگا۔

جناب اسپیکر: اسٹاف کا تعلق نہیں ہے آپ لوگ جائیں پوٹیکل لیڈرز جو ہمارے ہیں ایم پی اے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: جی جناب اختر لاگو صاحب! جی ملک صاحب! میں نے کہا کہ شاید تقریر کر کے بیٹھ گئے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: پتہ نہیں سر! آپ لوگ سازش بھی کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اتنا بآپ لوگ خلاف باتیں کریں گے تو ضرور ہم کچھ کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: نہیں، ہم آپ کے حق میں بات کرتے ہیں، بہر حال میں وہ جو باتیں آپ سے کر رہا تھا اُس میں، اُس میں جو بچے آج یہاں آئے ہیں جام صاحب نے اس بیچ میں یہی لکھا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ تو گئے ہیں اُن سے مذکرات کرنے۔ main اینڈے پر آجائیں۔ دیکھیں آپ کے پاس ٹائم نہیں ہے پھر آج کا دن ہے آپ سب نے بات کرنی ہے۔ آپ کی مرضی ہے ادھر کی باتیں کر رہے ہو ادھر کی باتیں کر رہے ہو دو گھنٹے کے بعد ویسے بھی اجلاس کو چلانہیں سکتے، پھر ہم نے کل اگلے اجلاس کا نوٹیفیکیشن کرنا ہے۔ نہیں ہو سکتا ہے ریکوزیشن ایک دن کا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب آپ کا کم از کم آپ تو تشریف لائے ہیں، کبھی کبھار اس قسم کی بندش ہو جاتی ہے کہ آپ کے بھی پھر پاؤں یا ہم آپ کو نہیں کہتے ہیں کبھی کبھار وہ کوشش کی جاتی ہے کہ ایک ایسی رکاوٹ پیدا کی جائے کہ آپ جیسے محترم اشخاص بھی یہاں تشریف نہ لائیں۔ چونکہ یہ ایک طریقہ کار ہے کہ آپ کے آنے کے بعد ہی پیٹل کی تشکیل ہو جاتی ہے۔ اور آپ کو جب ریکوزیشن تو ایک قانونی طریقہ کار ہے کہ آپ وہاں نہ ہوتے، ویسے میرے خیال میں اگر اس طرح نہیں ہوتا شاید آپ بھی آج یہاں نہ ہوتے، بڑی معذرت کے ساتھ میرے خیال میں۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں last session میں میری فیملی میں واقعہ ہوا تھا میں نہیں آسکا۔ باقی سیشن جتنے بھی ہوئے ہیں میں نے attend کیتے ہیں یا ڈپٹی اسپیکر نے کیے ہیں۔ پھر آپ لوگ خود بھی ہر وقت شکایت کرتے ہیں، موقع نہیں ملتا ہے، last session میں نہ ہونے کی وجہ سے آپ لوگوں کو موقع بھی ملا آپ لوگوں نے چیز بھی کیا۔

ملک نصیر احمد شاہوی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ بڑی خندہ پیشانی سے سنتے ہیں خصوصاً ہمیں، تقدیم نہیں ہے بلکہ چونکہ یہ ہماری باتیں ہیں۔ آج کا اجلاس جس طرح میرے محترم ملک

سکندر نے کہا کہ یہ پری بجٹ اجلاس ہے اور قانونی طریقہ کاری یہ ہے کہ۔۔۔

جناب اسپیکر: پری بجٹ اجلاس ہونا چاہیے، ہوانہیں ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: ہونا چاہئے مگر ہوانہیں یہ بھی زبردستی اگر ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ تور کیوزیشن ہے۔ آپ نے ریکوویٹ کیا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: تو اس کو بھی ہم پری بجٹ کا نام دے سکتے ہیں کہ ہم یہاں اپنی باتیں کریں گے اور اپنے اپنے علاقوں کے مسائل۔۔۔

جناب اسپیکر: چلو آپ باتیں کر لیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: اور بجٹ کی باتیں کریں گے۔ وہ جو قانونی طریقہ کا رتھا اس کو تو سرکار نے روندہ والا وہ آج آرڈریکل A-115 کا جو نام دیا جاتا ہے جو اپریل اور فروری کے درمیان میں آپ لوگوں نے جس اجلاس کو یہاں بلا نا ہے وہ تو نہیں ہو سکا۔ لیکن چلو یہ جو ریکوویٹ کیوزیشن ہے اس کا اجلاس جو آج ہو رہا ہے اس کا فائدہ لیتے ہوئے ہم سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف سے ہم آج اس ایوان میں یہ جو سرکاری نشستیں ہیں میرے خیال میں بلوچستان کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی دن نہیں آیا، آج ایک XXXX۔ جیسے وہ ہمارے دوست ہیں، ہمارے ساتھی ہیں، اللہ ان کو زندہ رکھ لیکن اخلاقاً وہ XXXXX۔ وہ نشستیں جو خالی ہیں وہ آج موجود نہیں ہیں۔ وہ بلوچستان کے عوام کو face نہیں کر پا رہے ہیں۔ یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ یہاں کے نمائندے ہیں، یہ بلوچستان کے حقیقی نمائندے ہیں یہ اپنے علاقوں سے جیت کر آئے ہیں۔ اور یہ اپنے بلوچستان کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں تو ہم جناب اسپیکر صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: جو بھی یہاں پر غیر پارلیمانی الفاظ ادا کئے گئے ہیں XXXX یا اس طرح کی چیزیں ہیں وہ کارروائی سے حذف کیتے جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: میرے خیال میں جناب۔۔۔

جناب اسپیکر: مثلاً اخلاقاً ہم سے ہمارے بچے سیکھتے ہیں۔ تو اس طرح کی چیزوں کو میرے خیال میں۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر! میں نے نہیں کی بات کی۔

جناب اسپیکر: ضمیر کی ہاں۔

ملک نصیر احمد شاہوی: آپ میرے اس جملے کو میرے خیال میں۔۔۔

جناب اسپیکر: XXXX۔

ملک نصیر احمد شاہواني: میراجملہ ریکارڈ کا حصہ بن چکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایوان خالی ہے۔ میں اپنی باتیں دوبارہ اس لئے دو ہراؤں گا کہ یہ پارلیمانی ہیں۔ اور میرے سیکریٹری صاحب شاید سمجھنیں سکے۔ میں نے کہا کہ یہ ایوان ہے وہ نمائندے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ نے کہا XXXXXXXXX۔ چلو وہ ہو گیا۔ اگر غیر پارلیمانی الفاظ ہیں وہ حذف ہو گئے ہیں، نہیں ہیں تو نہیں ہوں گے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: چلو نہیں ہیں تو وہ نہیں ہوں گے۔ جناب اسپیکر صاحب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دو تین دن کے بعد ہمارا بجٹ اجلاس ہونے والا ہے۔ آج اپوزیشن کے جو تینیں اراکین ہیں، وہ اس ایوان کے نمائندے ہیں۔ اور اسی بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنے علاقوں سے elect ہو کر وہ آئے ہیں۔ بدقتی یہ ہے کہ گذشتہ تین سالوں سے جس طرح ان کو دیوار سے لگایا جاتا ہے اور خصوصاً کلے حلقوں کے ساتھ ان حلقوں کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ ان عوام کے ساتھ جو رو یہ حکومت نے اپنارکھا ہے، یہ انہائی افسوسناک عمل ہے۔ آج جو حکومت خود اپنی زبان سے کہہ رہی ہے کہ ہم چالیس ارب روپے لپس کرنے جا رہے ہیں۔ یعنی ہم اتنے نااہل ہیں۔ ہم نااہلی کے ساتھ بدنیت بھی ہیں کہ جب اپوزیشن نے اپنے علاقوں کے مسائل کی نشاندہی کی کہ میرے حلقة میں سکول کی ضرورت ہے۔ میرے حلقة میں ہسپتال کی ضرورت ہے۔ میں نے اپنے حلقة کے لئے جناب اسپیکر صاحب پانی مانگا تھا۔ میں نے اپنے حلقة کے لئے بجلی مانگی تھی۔ میں نے اپنے حلقة کے لئے گیس کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ حکومت جو خود بھی نہیں خرچ کر سکی۔ لیکن مجھے اسلئے انہوں نے نہیں دیا کہ میں بلوچستان عوامی پارٹی یا اسکے اتحادی پارٹیوں سے میرا تعلق نہیں ہے کہتنی افسوس ناک بات ہے اور خاص کر بہت ساری ایسی باتیں بھی ہیں خصوصاً میں ایک مثال دے دوں گا کہ وڈھ یونیورسٹی کا شاید اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ سے کوئی گرانٹ آئی ہوئی تھی۔ وہ اتنی بد نیتی ہے جناب اسپیکر صاحب کہ اس کے لئے بھی وزیر اعلیٰ بلوچستان لکھ کر دیتا ہے کہ اس کو بھی واپس لیا جائے۔ اور ایسی ہی بہت ساری اسکیماتیں ہیں جو فیڈرل سے تعلق رکھتے ہیں وہاں کی خیرات اور زکواۃ ہے جو ہمیں دی گئی ہے اُن پر بھی بندش لگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ بلوچستان کے جتنے پیسے ہیں اس سے دُگنا، یہ بلوچستان ہے اگر آج آپ چالیس ارب روپے کی بات کرتے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ چالیس ارب خالی آپ پی بی 32 کے دو ایسے علاقوں میں آپ کو گناہنا ہوں وہاں پر خرچ کریں وہاں کے لئے ناکافی ہیں آپ اس کو زرخو سے لیکر ڈیگاری پھر ہنسا اور ڈک سے لیکر آپ کو سرخ غورگئی تک اگر

آپ اس کو خرچ کریں یہ اس علاقے کے لئے ناکافی ہیں۔ یا تین بڑی رقم نہیں ہے جو ہماری حکومت جو ہے خرچ نہیں کر سکے۔ جناب اسپیکر صاحب اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہم نے کئی دفعہ وزیر اعلیٰ سے یہ مطالبہ کیا کہ صرف کوئی میں اس وقت اسی فیصلوںگ ٹینکر مافیا کے رحم و کرم پر ہیں وہ دودو ہزار روپے کا ٹینکر خریدتے ہیں اور پانی پیتے ہیں اور یہ سارے غریب لوگ ہیں ان کو اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ پیسے میں پانی خرید کر جو ہے ایک توہہ کرائے کے گھروں میں رہتے ہیں انکے ساتھ بھلی کامل نہیں ہوتا انکے ساتھ گیس کا بل نہیں ہوتا اور اسی کوئی شہر کے اندر ساڑھے تین سو سے زیادہ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب اور وہ ٹیوب ویل اب اسلئے فناشناں نہیں کر رہے ہیں کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ ہمارے ساتھ پیسے نہیں ہیں فنڈ نہیں ہیں۔ یہ باقی on-record ہیں جب ہمیں آپ کے پی اتچ ای کے وزیر نے بولا اس وقت ہم انکے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا اس وقت شاید تین سو چار سو سے زیادہ ٹیوب ویلز کی بات ہو رہی تھی۔ آخر میں یہ طے پایا کہ یہ تین سو سترہ ٹیوب ویل یا تین سو پندرہ ٹیوب ویلز ہیں ان کو ہم ریگولر کرنے جائیں گے۔ اور اس کا پانی کوئی کو ملے گا۔ لیکن یہ تین سال میں وہ ٹیوب ویل کا پانی اب اس حد تک نیچے جا چکا ہے کہ وہ منہدم ہو چکے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ اور ہم اس چالیس ارب روپے کو لپس کرنے جا رہے ہیں۔ یہ بلوچستان کے ساتھ ظلم ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ صوبے کے ساتھ ظلم ہے۔ ہم ایک طرف سے تو پیٹھے ہیں کہ وفاق ہمارا حصہ نہیں دے رہا ہے، ہمارے وسائل بہت زیادہ ہیں، ہمیں ہمارا حق نہیں مل جاتا لیکن دوسری طرف سے جو خیرات، جو زکوٰۃ مل جاتی ہے وہ بھی اس قسم کے نااہل حکمران جو آج یہاں پر موجود نہیں ہیں، انہی کی وجہ سے پھر lapse ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور ہم یہاں پر بیٹھ کر ماتم کر رہے ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! 40 ارب روپے جو lapse ہونے جا رہے ہیں، اُس دن بھی میں نے میرے خیال میں آج سے دس دن پہلے شائد میں نے یہی کہا تھا کہ اب بھی وقت ہے، جناب اسپیکر صاحب! کہ اگر آج بھی آپ اس کو خرچ کرنا چاہیں تو دس دن میں یہ 40 ارب روپے خرچ کرنے کامیں آپ کو بولوں گا۔ یہ کوئی کا جو پانی ہے اس پر آپ خرچ کریں۔ دو تین ایسے حلتے ہیں جہاں پر، جس کی میں نے مثال دی، کیسکو نے جناب اسپیکر صاحب اسی season کے دوران جنوری سے لے کر آج جون کا مہینہ ہے چار دفعہ ہماری بھلی منقطع کی ہے۔ ہر دفعہ ایک ہفتہ سے زیادہ بھلی منقطع کی ہے جس کی وجہ سے صرف زمینداروں کے جو فصلات اور باغات، جس پر نفصالات ہوئے ہیں وہ ایک اندازے کے مطابق 40 ارب روپے کے قریب ہیں۔ اور اس حکومت نے جو subsidy کی مدد میں اپنادینا ہے میرے خیال میں اُس کو وہ 55 ارب روپے اُس کی subsidy کی مدد میں اُس سے کیسکو 5 ارب روپے مانگ رہا ہے لیکن کئی

دفعہ اس table پر بھی انہوں نے وعدے کئے کہ ہم subsidy کے ہمارے صوبے کے ذمہ ہیں اُس میں سے ہم 6 ارب روپے دیں گے، کبھی اُس نے کہا 5 ارب روپے دیں گے۔ لیکن آج کے دن تک جب ہماری ایک ہوئی کیسکو کے جو چیف ہیں اور ہمارے صوبائی وزیری زمرک خان اچنزی اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں جو زمینداروں کی کمیٹی کو chair کرتے ہیں، سیکرٹری ہمارے جو اگر یکلچر کے ہیں وہ سب بیٹھے ہوئے تھے آج کے دن تک اطلاعات یہی ہیں کہ انہوں نے کیسکو کو ایک روپیہ بھی ادنیں کیا ہے اور وہ نہ دینے کی پوزیشن میں ہیں۔ لیکن اس کا نقصان کس کو جاتا ہے وہ بلوچستان میں زمینداروں کی بجلی بند کر کے جو کیسکو وہ اپنے خسارے کو پورا کرتا ہے۔ ایک طرف سے حکومت اور دوسری طرف سے کیسکو میرے خیال میں۔ بلوچستان کا جو 80 فیصد ذریعہ معاش ہے جناب اسپیکر صاحب وہ تو یا گلہ بانی ہمیشہ ہم یہ کہتے ہیں یا تو ہماری زمینداری ہے۔ اور اس سے بڑھ کر میرے خیال میں اس صوبے میں اور رکھا ہی کیا ہے۔ ہمارے کتنی ہی فیکٹریاں ہیں جو ہمارے لوگ روزگار کرتے ہیں۔ ہمارے اور کیسے ذرائع ہیں جس سے لوگ جا کر اپنے بچوں کے لیے روزی کمائیں سوائے ان ذرائع کے۔ لیکن ان ذرائع پر بھی حکومت کی دشمنی کی وجہ سے جو ہم دیکھتے ہیں کیسکو اُس کو بار بار بند کر کے زمینداروں کا نقصان کر کے اور وہ آج پانچ ارب نہ دے کر میرے خیال میں جوں میں ایک اور وارکرنے والا ہے کیسکو کا۔ لیکن حکومت اپنا بجٹ پیش کرے گی اور ان پیسوں کو lapse کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب حال ہی میں چار حلقوے کو میٹر و پولیٹن میں شامل کئی گئے ہیں یہ شادیزی، کبھی بیگ، بلیں اور چکلاں تھا۔ جن کے لیے باقاعدہ proposal بنایا گیا کہ ان علاقوں کو جو شامل کیا گیا ان کی ترقی کے لیے میرے خیال میں چھ، سات ارب روپے کے انہوں نے فنڈ زکی تجویز کی تھی۔ یہ فائل میرے خیال میں دو سال میں دفعہ ہمارے وزیر اعلیٰ کے پاس گئی انہوں نے ایک روپیہ بھی release نہیں کیا۔ پہلے تو ہم کہتے تھے ہمارے علاقوں میں اس لیے صفائی نہیں ہوتی ہے کہ ہمارے علاقے میٹر و پولیٹن میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن دو سال کے باوجود کہ ہم میٹر و پولیٹن کا حصہ بھی ہیں، ہمارے علاقے میں میرے خیال میں ایک sweeper کو بھی بھرتی نہیں کیا گیا کہ آج تک ان علاقوں میں صفائی کرے۔ اور یہ بار بار جب یہ فائل وزیر اعلیٰ کے پاس جاتی ہے وہ اُس کو اس لیے ان علاقوں سے دشمنی ہے کیوں کہ یہ اپوزیشن کے علاقے ہیں اور یہاں سے اپوزیشن جیت کر آتی ہے اور وہ ان علاقوں کو کچھ نہیں دینا چاہتے ہیں۔ جناب بھوتانی صاحب جب وزیر بلدیات تھے تو انہوں نے جب خود علاقے شامل ہوئے دو یونین کونسلر کے نمائندوں کو دو یونین کونسلر کے معتبرین کو اُس علاقے میں بلا یا ان سے مسائل پوچھھاں سے اُن کی تجاویز پوچھیں اور اُس وقت اُن سے وعدہ بھی کیا کہ ان علاقوں کو ہم نئی

مشینری دیں گے اور ان علاقوں کے لیے نیا staff بھرتی کریں گے۔ لیکن میرے خیال میں اُس کو بھی اس لیے سزادی گئی کہ کچھ بتیں جو ہیں وہ کبھی کھار وہ اپوزیشن کے حق میں کرتے تھے جو حق اور حق تھے اور آج وہ شائد یہاں سے اپنی جو وزارت ہے وہ اُن سے چلی گئی۔ جناب اسپیکر صاحب! گزشتہ دونوں ہم ایک شادی میں بیٹھے ہوئے تھے تو اتفاق سے وہاں سے ہمارے ضلع کوئٹہ کے چیزیں زکوٰۃ ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ مجھے کہا کہ آج چند دونوں کے بعد آپ کا یہ سال اختتام کو پہنچنے والا ہے ہمارے ساتھ دوارب چالیس کڑوڑ روپے گزشتہ تین سال سے پڑے ہوئے ہیں جو خرچ نہیں ہو رہے ہیں، اُس کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے، ہم نے پانچ عیدیں گزاریں میرے خیال میں اگر ہم یہ زکوٰۃ کے پیسے اگر لوگوں کو دیتے تو کم از کم وہ اپنے بچوں کے لیے کپڑے خریدتے۔ پانچ عیدیں تین سال میں ہم نے گزاریں، یہ کرونا کی تین بڑی اہریں آگئیں میرے خیال میں لوگوں کے اربوں روپے کے نقصانات ہوئے، وہ نان شبینہ کے محتاج ہو گئے، راشن لینے کے لیے اُن کے ساتھ پیسے نہیں تھے۔ ایسے وقت میں بھی اس نااہل اور نالائق حکومت نے جو یہ اڑھائی ارب، دوارب چالیس کڑوڑ، یہ آج پھر دو دن کے بعد lapse ہونے والے ہیں۔ یہ کس نے روکا ہے اس کوکس نے عدالت میں چلتی کیا ہے۔ یہ خود نااہل ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان کے دشمن ہیں، بلوچستان کو ترقی نہیں دینا چاہتے، یہ پیسے بلوچستان پر خرچ نہیں کرنا چاہتے۔ اگر کرنا چاہتے تو کم از کم اُن کو تو چھوڑو یہ زکوٰۃ کے پیسے تو لوگوں کو دے دیتے۔ ہر عید کو ہر رمضان میں لوگوں کو زکوٰۃ ملتی تھی، بیت المال سے پیسے ملتے تھے، سب کچھ پر اس حکومت کے آنے کے بعد بندش لگی ہے۔ کرونا میں کچھ لوگوں کو جورا شد دیا گیا وہ بھی وزیروں کو جو ہے میرے خیال اُس کو سب کو رشتہ کے طور پر دے دیا گیا۔ جہاں پر غریب لوگ یتے ہیں آپ یہ راشن اُن کو دے دیتے۔ ہمارے دروازوں پر ہزاروں لوگ جمع ہوئے، ہمیں دینے کے لیے کچھ نہیں تھا ہمارے ساتھ، ایسے لوگوں کو انہوں نے پیسے دے دیئے جو نہ خرچ کر سکیں اور نہ وہ راشن لوگوں کو راشن دے سکے۔ لیکن چونکہ وہ حکومت سے تعلق رکھتے تھے یہ راشن بھی اُن کا حق، یہ بجٹ بھی اُن کا حق، یہ پیسے بھی اُن کا حق، یہ سارا بلوچستان جو ہے میرے خیال میں وہ سب کو اپنی جا گیر سمجھتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ اور اُس سے بڑھ کر ایک چھوٹی سی مثال میں دوں گا آپ کو ہزار گنجی کا علاقہ ہے سریاب کے اندر ہوتا ہے اور اس کے چار فیڈر میں پانچ گھنٹے سے زیادہ بھلی نہیں ہوتی ہے، اس کوئٹہ شہر کے اندر ہوتے ہوئے شاموزی فیڈر، شاہنواز فیڈر، سریاب ۱، ہزار گنجی میں پانچ گھنٹے سے زیادہ بھلی اس لینے نہیں ہے کہ وہاں ایک گڑ کی ضرورت ہے اور زیادہ سے زیادہ اُس کی قیمت ایک ارب روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ گزشتہ تین بجٹ میں یہ proposal، جب ہم وفاق میں تھے تحریک

انصار کے ساتھ اتحادی تھے ہمارا proposal تھا، ایک دفعہ یہ بجٹ میں آگیا کہ ہزار گنجی کا گرد بننے والا ہے لیکن اس حکومت نے تین سالوں میں، اس وقت بھی صوبائی حکومت کے proposal میں نہیں ہے، وفاق کی طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ شائد یہ گرد بن جائے۔ تین لاکھ کی آبادی کے لیے جب آپ ایک گروپ نہیں دے سکتے، جب آپ چالیس لاکھ کی آبادی کو پانی نہیں دے سکتے جو آپ کا دار الحکومت ہے، اس دار الحکومت سے ہٹ کر جو ہمارے دوسرا علاقے ہیں وہاں پر آپ کیا پانی لوگوں کو دیں گے، وہاں کیا آپ لوگوں کو بجلی دیں گے۔ وہاں میں نے بلوچستان کے ایسے شہر دیکھے ہیں جہاں پرانوں نے بجلی کی شکل بھی نہیں دیکھی ہے۔ ایسے بہت سارے دیہات تھے آج بھی پورے ملک میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کم ہو رہی ہے، ہماری حکومت کی وجہ سے اس ناہل حکومت کی وجہ سے یہاں آپ کی بجلی کی لوڈ شیڈنگ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس وقت پورے بلوچستان کو Watt 900 بجلی مل رہی ہے جب کہ Watt 24000 ملک میں جو بجلی بن رہی ہے۔ صرف قصور کے اندر کہا جاتا ہے کہ اگر اس کے Line losses Watt میں جو چوریاں ہوتی ہیں وہ بلوچستان کی بجلی سے کہیں زیادہ ہے، آپ لا ہو رکے Line losses میں اور اس کی چوریاں لے لیں وہ بلوچستان سے کہیں زیادہ ہیں، آپ کراچی کی مثال لے لیں، آپ اس کے Line losses میں بلوچستان سے کہیں زیادہ ہیں، لیکن اس بدجنت صوبے میں جو یہاں پر پانچ گھنٹے سے زیادہ بجلی جو ہے وہ ہمارے زرعی فیڈروں کو مل رہی ہے اور جودور دراز علاقے ہیں اُن کو تین گھنٹے بھی کیوں کہ یہ فیڈر over load ہیں۔ ساڑھے چھ سو سے زیادہ اُن فیڈروں کے لئے ہم نے حکومت سے کئی دفعہ مطالبه کیا کہ اس بجٹ میں آنے والے آپ اپوزیشن کو نہ دیں کم از کم اُن کے اضلاع میں بجلی کا سسٹم تصحیح کریں۔ آپ اپوزیشن کو کچھ نہ دیں اُن کے علاقے کے لوگوں کو پینے کا صاف پانی تو دے دیں۔ آپ اپوزیشن کو کچھ نہ دیں اُن کے علاقے میں کم از کم ایک اچھا سا ہسپتال، کامیابی، یونیورسٹی تو دے دیں، ہم اپنی ذات کے لیے نہیں مانگ رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ نہ کبھی ہم نے یہ مطالبه کیا کہ ہمیں یہ ملنا چاہیے لیکن یہ بد قسمت حکومت نہ صرف ناہل ہے بلکہ بدنیت بھی ہے جو خود بھی خرچ نہیں کر سکتے لیکن اُس کا دل نہیں چاہتا کہ جو اپوزیشن سے آئے ہوئے دوست ہیں۔ گزشتہ دنوں آپ نے دیکھا کہ ہمارے کچھ دوستوں نے شائد آواران کا دورہ کیا اور پھر آواران کے ساتھ انہوں نے وہاں پر وزیر اعلیٰ جوانا پایہ تخت سے کیا بولتے ہیں تخت بیلہ اُس پر بھی انہوں تھوڑی سی اُس کی تصوری جو سو شل میڈیا پر آئی اور آپ نے دیکھا کہ کیسی آگ لگی اس حکومت کے اندر۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ دکھانے والی چیزیں ہیں۔ جب آپ کی تین نسلیں اس صوبے پر حکومت کرتے ہیں، وزارتِ اعلیٰ پر گزار دیتے

ہیں تو وہاں پر لوگوں کا یہ حق نہیں بنتا ہے کہ آپ انکو پینے کا صاف پانی دے دیں وہاں اُن لوگوں کا یہ حق نہیں بنتا ہے کہ وہاں پر فائز بر گیڈ کا اسٹیشن بنے اور اُس میں تیس، چالیس چالیس لوگ road پر حل کر خاک ہو جاتے ہیں آپ ان کیلئے کوئی فائز بر گیڈ کا اسٹیشن نہیں بن سکتے؟ آپ اُس روڈ کو دورا ہیں نہیں کر سکتے؟ آپ وہاں پر اسکول اور کام لج نہیں دیں سکتے؟ ہم چلو گناہ گاری صحیح ہماری تعلق اپوزیشن سے ہے آپ کم از کم جہاں سے آپ جیت کے آئیں ہیں کم از کم انکو تو کچھ دے دیں وہ بھی بلوچستان ہے ہم نہیں کہتے کہ انکو نہیں ملنا چاہیے۔ ملنا چاہیے وہ ایک تصویر ہے بلوچستان کی جو کم از کم اس حکومت کے منہ پر طمانچہ ہے وہ جتنا جنہیں چلا کیں جناب اسپیکر صاحب! ہم ایسی تصویر کو بار اُنکو دیکھائیں گے۔ ہم ایسی تصویر کو اس لئے دیکھائیں کہ یہ بلوچستان کی عوام کا یہ میرے خیال میں فیصلہ نہیں ہے کہ اس قسم کے لوگ بلوچستان پر مسلط ہوں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ایسا طبقہ بلوچستان پر ہو اور آج بلوچستان کے جو حالات ہیں جو بلوچستان کی بد قدمتی ہے اور بلوچستان کے اندر جو شورش ہے اور بلوچستان کے اندرنا انصافی ہے وہ انہی ایسی فیصلوں کی وجہ سے ہوتی ہے آج بھی وقت ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ یہ حکومت ہوش کے ناخن لے، بھاگنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے کل بجٹ کے دن پھر آپ آجائیں گے، پھر آپ آجائیں گے، کچھ نہیں کے آپ کو یہاں بیٹھ کر سامنا کرنا چاہیے اگر حکومت ہے ہم نہیں کہتے کہ آپ حضرت عمر عادل کا ہمیں کم از کم وہ زمانہ یاد دلائیں اور تو نہیں کم از کم آپ پچھلی حکومت جو آپ سے پہلے گزر چکی ہے اُس کی کچھ مثالیں بھی آپ سے بہتر ہیں۔ آپ تو اُس سے بھی گئے گزرے ہیں جب آپ کے یہاں پروز راء کھڑے ہو جاتے ہیں تو مثال دیتے ہیں کہ پچھلی حکومت نے ایسا کیا آپ نے کیا تیر مارا ہے؟ آپ نے کوئی اچھائی اور بھلائی کے کام کئے ہیں؟ آپ نے بلوچستان پر کوئی احسان کیا ہے؟ یہاں پر بیلیاں تو ہوتی ہیں sports کے نام پر ارب روپے خرچ ہوتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہمیں بھلی دے دو، ہم کہتے ہیں کہ ہمیں پانی دے دو، ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تعلیم دے دو، ہم کہتے ہیں ہمیں صحت ہسپتال دے دو، وہ کہتا ہے نہیں۔ آپ کو اسٹیڈیم چاہیے، آپ کو یہاں پر ایک کار ریلی اور جیپ ریلی یہاں کی ایک ضرورت ہے، کتنے لوگ ایسے picnic پر انٹوں پر، آج آپ بلوچستان کے ایک ایسے کونے میں monal جیسے ہوٹل اسلام آباد کا بنانے جا رہے ہیں آپ سریاب کو پانی دیدیں جو دشت سے آرہا ہے 13، 12 ٹبوں دلیں جو آپ نے کہا کہ تین مہینے میں سریاب کو connect کریں گے آپ پانی دے دیں، ہم پینے کے پانی کا مطالبہ کر رہے ہیں ہم آپ سے کوئی اسٹیڈیم کا مطالبہ نہیں کریں گے ہم آپ سے کوئی بڑے picnic point کی جو بھے مطالبہ نہیں کریں گے ہم آپ سے کار اور جیپ ریلی کیلئے یہاں پر کوئی exhibition کا مطالبہ نہیں کریں گے، ہم زندگی کے جو بنیادی

سهولت ہے جو کسی انسان کی ضرورت ہے بلوچستان میں ایسی بہت ساری تصویریں جناب اپسیکر صاحب! جہاں انسان اور حیوان ایک ہی جو ہڑ سے پانی پیتے ہیں۔

جناب اپسیکر: جی ملک صاحب باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: اور اس کو میرے خیال میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے جب دیکھا وہاں سے اُس نے اس پر نوٹس لیا، لیکن یہ بلوچستان کی تصویری تو بلوچستان کے ہر کونے میں نمایاں ہے، چار پانچ منٹ میں بات کر کے میں اس کو اختتام کر دوں گا باقی ہمارے دوست میرے خیال۔

جناب اپسیکر: آدھا گھنٹا ہوا ہے آپ کو۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اپسیکر صاحب! میرے خیال میں یہ 15,20 منٹ۔ تو اس کو wind-up کروں گا۔ جناب اپسیکر صاحب! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ corona کے نام پر بھی آپ نے اربوں روپے خرچ کئے ہیں لیکن آج بلوچستان کی جو health department ہے پہلے سے زیادہ تباہ ہو چکا ہے۔ آپ یہ بتاؤ کہ سوائے کوئی کے جس میں کورونا کے test ہوتے ہیں آپ کے 33 اضلاع میں کس ضلع میں آپ کو رونا کے tests کر سکتے ہیں؟ بلوچستان کی بہت بڑی آبادی وہاں پر بھی رہتی ہے کتنے لوگ یہاں پر test کرنے کیلئے آسکتے ہیں جب آپ نے 10,8 ارب روپے یہاں پر کورونا پر خرچ کئے تو کم از کم ایک testing laboratory اتوارے سکتے تھے، کوئی کے بعد چلومنٹونگ کو چھوڑو قلات میں توارے سکتے تھے؟ چلومنگو چڑ اور قلات کو چھوڑو خضدار میں دے دو، چلو آواران ایک side پر ہے دور دراز علاقوں میں پنجکور میں دے دو، گوادر میں دے سکتے ہیں اور الائی میں دے سکتے ہیں لیکن میرے خیال میں میسے وہ توڑھ کانے لگادے گئے ہیں۔ آپ کو ground پر کچھ نظر نہیں آیا گا، اور آنے والے بجٹ کو بھی اسی طرح یہ تھیا لینا چاہتے ہیں، جناب اپسیکر صاحب! ہم اس forum پر ضرور بات کریں گے، ہمارے لوگوں کو جس طرح وہ کوشش کی جاتی ہے کہ ان کے لوگوں کو کچھ ملنے ملتے تاکہ یہ اپنے نمائندوں کو کہیں کہ یہ نااہل ہیں بلکہ ہم آج اپنے علاقے کے لوگوں کو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم نااہل نہیں ہیں، ہم میں جو طاقت ہے ہمارے مذہ میں جو زبان ہے، ہم آپ کے حق کی نمائندگی ایمانداری سے آدا کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں پر حکومت نااہل ہے اور نااہل کے ساتھ بدنیت بھی ہے جو میسے کو lapse کرتا ہے ضائع کرتا ہے آپ کو اس لئے نہیں دیتا ہے کہ آپ نے ہمیں ووٹ دیا ہے آپ کا قصور صرف یہی ہے۔ آپ بھی اس بلوچستان کا حصہ ہیں آپ بھی اس صوبے کے وارث اور مالک ہیں، آپ کو اس لئے، وہ ہمارے علاقوں میں ایک غیر منتخب نمائندوں کو دے کر وہاں پر ٹھیکیدار پیدا کر رہا ہے، اُس کو percentage مل رہی ہے اُس کو

حصہ مل رہا ہے، آج بھی آپ سب کو ہمارے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں میں انہماں افسوس سے کہتا ہوں کہ آج ہمارے جو خصوصی نشست جس کو کہتے ہیں یہ جو شام لال بیٹھا ہوا ہے ذریاعلیٰ کے علاقے سے تعلق رکتا ہے۔ اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا کہ اپنی برادری کے لئے آپ دس کروڑ روپے کی اسکیمیں دیں یہ تو اس حکومت نے کہا ہے کہ آپ نشاندہی کریں لیکن اُس وعدے کے باوجود آج اس حکومت نے اس کو ایک روپیہ اس لئے نہیں دیا ہے کہ شام لال کا تعلق جمیعت علماء اسلام سے ہے یا اگر BAP سے ہوتا بلوچستان عوامی پارٹی سے ہوتا تو دنیش کی طرح سینٹ میں بیٹھ کر بھی 50 کروڑ روپے آج بھی اسی بجٹ میں رکھے ہوئے ہوتے اس کا تعلق بدقائقی سے اُس پارٹی سے نہیں ہے اور نہ ہوگا، یا اللہ کا احسان ہے کہ پھر بھی اس کے باوجود بلوچستان کی عوام میں کہتا ہوں کہ وہ باشور ہے اس کے باوجود بلوچستان کے عوام جانتے ہیں کہ انکے جو نمائندے ہیں انکے جو سختی کے اوقات میں انکا جو دوست ہے وہ کوئی پارٹی ہے جو آج اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں انکی آواز بلند کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کا شکریہ، بہت سارے مسائل ہیں، چونکہ آپ کہتے ہیں کہ میں، آپ نے آج ہی اپنی ذمہ داری پوری کر کے اس requisition اجلاس کو ختم کرنا ہے کل کا، آپ نے یہ طے کیا ہے کہ ہمیں موقع نہیں دو گے۔

جناب اسپیکر: ویسے ایک دن کا requisition ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: تو کل انشاء اللہ ہم آپ کے دروازے پر نظر آئیں گے۔ لیکن تھوڑی بات، آج حکومت نہیں ہے، میں کرسیوں سے بات کروں گا، انکے اندر بھی کچھ لگے ہوئے ہیں، ادھر پہنچ جائیں گے۔ اس لئے کرسیوں کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ آپ خالی ضرور ہیں لیکن آپ کے مالک اور آپ کے جو آپ پر بیٹھتے ہیں، جو کبھی کبھار اس گرسی کو ہلاتے ہیں ادھر ادھر، انکو اب میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس اپوزیشن کے دوستوں نے آج یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر آپ نے اس دفعہ بھی اس بجٹ میں اپوزیشن کو انکے علاقے کو آپ نے کوشش کی نظر انداز کرنے کی، تو پھر بلوچستان کے ہر روڈ پر ہر شاہراہ پر جو آپ کے خلاف احتجاج ہوگا۔ اور جو بھی ہوگا اس کی تمام ذمہ داری جو ہے آپ کی حکومت پر ہوگی بہت مہربانی شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔ نصر اللہ وزیر صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر! آج کا اجلاس چونکہ ایک requisite اجلاس ہے اپوزیشن کے، اور اس میں بالخصوص آنے والی بجٹ سے متعلق کے pre budget بجٹ ہونی چاہیے اور دوسرا نقطہ اپوزیشن ارکین اسمبلی کے حلقوں میں غیر منتخب افراد کو ترقیاتی اسکیم دینا کا ہے۔ جناب اسپیکر! جس

قواعد و انصباط کار 1974ء کا ہم حوالہ دے رہے ہیں اس کے 115(الف) میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں جناب اسپیکر! اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ان قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر وزیر قانون و پارلیمانی امور، وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں عمومی بحث کو شامل کریں گے جس کے ذریعے اسمبلی کے اجلاس میں آئندہ میزبانی یعنی بحث کیلئے ارکان کی تجویز طلب کی جائیں گی، جو ہر سال فروری تا اپریل کے مہینوں کے دوران منعقد ہوگا۔ جناب اسپیکر! پہلے تو حکومت نے اس 115(الف) کی انہوں نے تنگیں خلاف ورزی کی ہے۔ نہ کوئی pre-budget اجلاس ہوا۔ نہ ارکین اسمبلی سے کوئی آراء طلب کی گئیں۔ جب ارکین اسمبلی کو پتہ ہی نہیں ہے کہ آنے والا بجٹ کیسا ہوگا۔ یہ ہماری عوام 1 کروڑ 23 لاکھ لوگوں کی امتناؤں کے عین مطابق ہوگا یا نہیں۔ پھر جناب اسپیکر! 115(b) میں بعد از میزبانی بحث ان قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر وزیر قانون و پارلیمانی امور اور وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں سہ ماہی بنیاد پر ترقیاتی میزبانی کے اجراء اور استعمال پر عمومی بحث کو شامل کریں گے۔ اور حکومت ترقیاتی میزبانی کی سہ ماہی اجراء اور استعمال کی روپرٹ آئندہ سہ ماہی میں اسمبلی کے پہلے اجلاس میں پیش کریں گے۔ جناب اسپیکر! آپ خود سوچ لیں کہ حکومت کتنی آئین کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ آئین کی (A) Article 80 کے تحت چاہے وفاق کی حکومت ہو، چاہے صوبے کی حکومت ہو، وہ بجٹ پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد جناب اسپیکر! ہماری اسمبلی کا جو قواعد و انصباط کار ہے، جس کا حوالہ میں نے دیا، اس کے مطابق pre-budget اجلاس ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آج پوری اسمبلی آج اپوزیشن کے یہ ممبران بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن حکومت نے اس بجٹ پر جو آنے والے دنوں میں 22-2021ء وہ پیش کریں گے، اُس حوالے سے نہ اسمبلی کو اعتماد میں لیا گیا ہے نہ ممبران کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔ جب ممبران کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ہم نے بجٹ کیسا پیش کرنا ہے۔ کیا یہ صرف باہر سے بنا ہوا بجٹ ہے؟۔ کیا یہ صرف چند بیورو کریٹ کا بنا یا ہوا بجٹ ہوگا؟۔ یہ بجٹ محض چند بااثر ممبران کے حلقوں کے لیے ہوگا۔ یہ آنے والا بجٹ یہ بندرا بانٹ ہوگا۔ اب جب یہ کرسیاں خالی ہیں، یہ سب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر۔ یہ اس غریب صوبے کے ایک کروڑ 23 لاکھ عوام کے بجٹ کو جو اس عوام کا حق ہے کہ اُس کے لیے irrigation sector, education sector, health sector میں، میں، agriculture sector میں، اُن کے لیے بہترین منصوبے شامل ہوں۔ آج وہ اپنی ذاتی اسکیمات کو اب PSDP میں شامل کرنے کے لیے وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس میں اس وقت جمع ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ وہ اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اس منڈی اقتدار پر بیٹھے ہیں اور ہم نے اپوزیشن کو نظر انداز کیا

ہے۔ ہم نے اپوزیشن، جو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہمارے صوبے کی پوری آڈھی آبادی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آج پوری آڈھی آبادی development کے کام سے کامل طور پر محروم ہے، یکسر طور پر محروم ہے۔ پہلے سال جناب اسپیکر! جو تباویز اپوزیشن نے دیے تھے، ان تمام تباویز کو انہوں نے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیے ہیں۔ کیا عوام ہم سے نہیں پوچھے گی؟، کیا عوام ہمارے پاس نہیں آئی گی کہ کیا میرے حلقہ انتخاب میں جب وہاں eastern bypass پر، وہاں بھروسہ منڈی میں، وہاں خلیج کالونی میں، وہاں سریاب مل میں، کلی شاہنواز میں، بڑی آباد میں، باقی لداخلل آباد میں، باقی جو علاقے کی عوام ہے کیا وہ نہیں پوچھیں گے کہ آپ اسمبلی کے ممبر ہو، آپ آئیں کے تحت، آپ اس قواعد و انصباط کا رجسٹر نے حوالہ دیا اس کے تحت آپ کو حق پہنچ رہا ہے کہ آپ ان تباویز میں شامل ہو۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے اس طرح نہیں کیا حکومت نے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جبیب جالب نے کیا خوب کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

ضمیر پنج کر مند خریدنے والو! نگاہِ اہلِ وفا میں بہت حیر ہوت
وطن کا پاس تمہیں تھانہ ہو سکے گا بھی کہ اپنی حرکت کے بندے ہو بے ضمیر ہوت۔

جناب اسپیکر! یہ رہی بات کہ اس حکومت نے جتنا عوام کے ساتھ دشمنی کی، آپ جناب اسپیکر! ابھی آپ نے دیکھا کہ باہر students وہاں ہڑتال پر تھے۔ وہ کس بات پر احتجاج کر رہے تھے ہمارے students؟ جناب اسپیکر! یہ پہلا مثال ہے اس صوبے کی تاریخ میں، دُنیا کی تاریخ میں کہ ایک بنی بناۓ میڈیکل یونیورسٹی کو انہوں نے کالج میں تبدیل کیا۔ یہ دُنیا کا پہلا مثال ہے کہ یہاں امراض قلب کا ہسپتال بننا تھا، وہ انہوں نے کھالیا۔ کہاں گیا ہمارے امراض قلب کا رڈ کے ہسپتال کہاں گیا؟۔ کہاں گیا ہمارا کینسر ہسپتال وہ پیسے کہاں چلے گئے کہاں کام ہو رہا ہے؟۔ جناب اسپیکر! اگر آپ 21-2020ء جو روایات جبٹ ہے جو 30 جون کو مکمل ہو گا اُس کا آپ sectorwise چیک کر کے جو آپ کا protective sector تھا جس میں ایگر لیکچر، لائیواٹاک، فشریز اور فارسٹری ہے۔ جس میں ایک دو ہے جو عوام کو کچھ دے رہے تھے ان کے لیے محض ایک فیصد 0.1% یا 0.1% یا زیادہ سے زیادہ 2% پورے بجٹ کا رکھتا۔ لیکن جہاں کرپشن ہو گی، جہاں کرپشن ہے جہاں روڈ بننا تھا، جہاں سڑکیں، جہاں دو بُرنا میاں بننی تھیں، ان کے لیے 27% بجٹ رکھا گیا تھا۔ اور جناب اسپیکر یہ جب آپ جائیں گے سیٹل ایکٹ ٹاؤن کی طرف ایک بنا بنا یا روڈ تھا، اُس پورے روڈ کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اس لیے کہ اُس میں XEN MPA صاحب اُس حلقے کو 15% اُس کا حصہ تھا، وہ دُنیا تھا۔ اور یہ جو ان ابھی ختم ہو رہا ہے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایسے دھڑ اور دھڑ روڈ زبن رہی ہیں، ناکارہ، بیکار نہ وہ ایسا تھا۔

استعمال ہو رہا ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ اگلے مہینے وہ روڈز کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ جناب اسپیکر! material education کے حوالے بات کر رہے تھے۔ پچھلا کتنا آپ نے تعلیم کے لیے رکھا تھا بجٹ، کتنا آپ نے یونیورسٹی کے لیے، یونیورسٹی کے اساتذہ آج اپنی تنخوا ہوں کے لیے بھاگ رہے ہیں، یہاں جلسے انہوں نے کیا۔ آج آپ جو ہے ناں باقی جو colleges ہیں اُس کو آپ نہیں دے رہے ہو۔ جناب اسپیکر یہ ایسی صورتحال ہے کہ اس حکومت نے جس طرح عوام دشمنی کی ہے۔ یہ اُس دن ہمارے ایک دوست نے صحیح کہا کہ اتنی بے تو قیر حکومت آج تک اس صوبے میں نہیں آئی ہے۔ 1970ء میں یہ صوبہ بنتا ہے، آج 2021ء ہے اتنی بے تو قیر حکومت آج تک نہیں آئی ہے۔ جناب اسپیکر اور PHE کا آپ دیکھ لیں کہ کتنے ٹیوب و میز یہاں disconnect ہو چکے ہیں۔ اور یہ میرے ساتھ پلنڈہ پڑا ہوا ہے، انشاء اللہ ہم کو رٹ بھی جائیں گے۔ PHE کے منظر صاحب نے، پورا فائل ہے، کتنے افسوس کی بات ہے اپنے تین ہتھیجوں کو ان کو order دیئے ہیں۔ یہ میرے ساتھ فائل پڑا ہوا ہے۔ اپنے بھانجوں کو لگایا ہوا ہے۔ یہ حکومت ہے، یہ ریاست مدینہ ہے، کیا آپ نے دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر کے اپنے گھر میں سب کچھ کر دیا؟۔ جناب اسپیکر ہم تو اس بات کے لیے رورہے ہیں کہ بجٹ، ابھی پرسوں پیش ہوا وفاقی بجٹ۔ ساڑھے 8 ہزار ارب روپے کا بجٹ تھا۔ بہت بڑی رقم ہے۔ کتنی رقم کس کس ادارے کے لیے رکھا گیا تھا۔ کتنا نیا ٹیکس کم و بیش ساڑھے تین سوارب روپے ہماری عوام مزید ٹیکس برداشت کریں گے۔ اور ہیر پھیر کا انہوں نے بجٹ پیش کیا، انشاء اللہ وہ ہم بجٹ اجلاس میں اس میں گھل کر پھر بات کریں گے۔ جناب اسپیکر کیا صورتحال ہے ہمارے اس صوبے میں؟۔ 12 لاکھ سے زائد بچے ہمارے اسکول سے out of School ہیں۔ کتنے بچے ہمارے مختلف بیماریوں کا شکار ہیں۔ کتنے hepatitis کا شکار ہیں۔ رات کو وہاں پولیو کا شکار ہیں۔ کتنے بچے ہمارے مختلف بیماریوں کا شکار ہیں۔ کتنے accident کا شکار ہیں۔ رات کو وہاں پر پچھلے دن ہوا سبیلہ میں، ہمارے دوست ایک دودن پہلے وہاں گئے تھے۔ وہاں کے اُس ہسپتال کی اُس دن حالت کیا تھی۔ لیکن جب accident ہوتا ہے تو تمام ڈاکٹرز جو ہیں ناں وہ بھاگ جاتے ہیں اتنا فرق تو نہیں ہونا چاہئے غریب کے لیے کچھ نہیں اور دوسرا جواہل اقتدار ہے اُس کے لئے سب کچھ ہو۔ غریب کے لیے x-ray machine آپ کے سبیلہ ہسپتال میں جب میں نہیں ہے جناب اسپیکر۔ آپ کا یہ کورونا آیا اس وقت اس دو سال میں جب سے کورونا کی وباء آئی ہے کتنا پیسہ انہوں نے خرچ کیا۔ میں نے question بھی جمع کر دیا ہے۔ آج آپ کا صرف فالٹہ جناح ٹی بی سینٹوریم میں محض سات آپ کے پاس ویٹی لیٹرز ہیں۔ آسیجن نہیں ہے۔ مریض ترپ ترپ کر مر رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں ابھی تک صوبے میں ڈھائی سو لوگ مر

ے ہیں۔ ہزاروں لوگ ہمارے اس صوبے میں کورونا سے مرے ہیں جو روپورٹ نہیں ہوئے ہیں جن کا ٹیکسٹ نہیں ہوا ہے۔ آج بھی محض ایک فیصد لوگوں کو ہمارے صوبے میں ایک فیصد سے بھی کم لوگوں کو vaccination نہیں ہوئی ہے۔ لوگ مر رہے ہیں حکومت بذریعہ بانٹ میں مصروف ہے۔ لوگ مر رہے ہیں حکومتی نمائندے اس بات کے میرے حلقوں میں اتنے کروڑ ہوں گے، اُس کے حلقوں میں اتنے کروڑ ہوں گے۔ جناب اسپیکر یہ صورتحال ہے اور دوسری جانب جناب اسپیکر ہم بحثیت پشتوں، بجٹ تو ایک جانب، ترقیاتی عمل میں یہ خبر پشتو نخواہ کی حکومت ہے جہاں پہلے بھی اُن کی حکومت تھی تحریک انصاف والوں کی۔ اتنا خبر پشتو نخواہ والوں سے کیا ہے اُن کے بجٹ میں حالانکہ وہاں وسطی پشتو نخواہ جو زبردست خبر پشتو نخواہ میں، اُن کے عوام کی مرضی کے بغیر شامل کیا گیا۔ اُس کے باوجودہ اُن کے بجٹ میں 9.5% کمی کی گئی ہے۔ یہ ہے خبر پشتو نخواہ والوں کو کہ آپ نے ووٹ دیا تحریک انصاف کو اور تحریک انصاف نے آپ کو یہ انعام دیا ہوا ہے۔ کہ بنوں کے اس 50 ڈگری سینٹی گریڈ وہاں گرمی ہے بنوں جانی خیل میں جناب اسپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا وہاں آج 15 دن ہے وہاں لاش پڑی ہوئی ہے، لوگ احتجاج کر رہے ہیں، یہ کون سی ریاست ہے؟ پنجاب میں اگر کوئی گدھا کسی کنوئی میں گرے، سارا دن ٹیلیوژن پر breaking news، جبکہ جانی خیل میں 15 دن سے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی حکومت کا نمائندہ نہیں گیا ہوا ہے، اتنی بے حس حکومت ہے۔ کہاں گئے ریاست مدینہ کا دعویدار؟ چن رود 4 دن بذریعہ کوئی حکومتی نمائندہ، کوئی وزیر صاحب، کوئی MPA صاحب اُن تک نہیں پہنچا کہ آپ لوگوں کا مطالبہ کیا ہے 4 دن پورا روڈ بذریعہ۔ جناب اسپیکر! حکومت نے یہ کام کیا ہوا ہے۔ وہ کون سا کام؟۔ کہ جتنے بھی مسلح گروپ ہیں، اُن کو free hand دیا ہوا ہے، death squad آزاد ہیں۔ آپ کوئی سے خضدار نہیں جاسکتے ہو، آپ کوئی سے چن نہیں جاسکتے ہو، آپ کوئی سے لورالائی، ٹرزوں، وہاں ہر جگہ مسلح لوگ کھڑے ہیں۔ اُن کے پاس گاڑیاں ہیں۔ اُن کے پاس واکی ٹاکی ہے۔ اُن کے پاس وہ جو لوگوں کو کالی ٹوپیاں پہناتے ہیں، اُن کے پاس گاڑیاں موجود ہیں۔ پرانیویٹ ملیشیاء ہے، ہائی جیکر ہیں، جو involve ہر محلے میں انہوں نے اپنے بندے رکھے ہوئے ہیں۔ کس کے خلاف؟ ان سیاسی پارٹیوں کے خلاف، ان سیاسی کارکنوں کے خلاف” کہ آپ سیاست ختم کر دو۔ اور سب کچھ جو ہے ناں ان سماج دشمن عناصر کے حوالے کرو، جناب اسپیکر! ہم پرسوں گئے تھے ہماری پارٹی کے چیئرمین جناب محمود خان اچھزی زیارت گئے تھے۔ وہاں پر لوگوں نے بتایا آج مجھے ایک سابق ڈپٹی کمشنر جو زیارت میں تھا، اُس نے کہا کہ پورے زیارت شہر

کو warning دی گئی ہے کہ آپ نے شہر کو اور دکانوں کو خالی کرنا ہے ہم پتہ نہیں یہاں کون سا شہر بنائیں گے۔ سارے پارکس عام لوگوں کے لیے بند ہو گئے۔ کیسی صورت حال ہے عوام کہا جائیں؟۔ کیا یہ حکومت ایک سول حکومت ہے؟۔ کیا سول اختاری ہے؟۔ کیا district میں کوئی ڈپٹی کمشنر اختیار رکھتا ہے؟۔ کیا district میں الیس، پی صاحب کوئی اختیار رکھتا ہے؟۔ کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے۔ عجیب سی صورتحال ہے۔ آپ آواز اٹھائیں گے پھر آپ کہیں گے کہ یہ ندرار ہیں کیوں؟۔ کیا یہ صوبہ 14 اگست 1947ء کو جب یہ چیف کمشنر province تھا، برٹش بلوچستان تھا اس کو کس نے پاکستان میں شامل کروایا؟۔ پھر جب مارچ 1948ء میں قلات پر چڑھائی کی۔ ہم مقبوضہ، ہم کسی کے مفتوح نہیں ہیں۔ ہم اس ملک کا حصہ ہیں۔ ہم اس federation کا حصہ ہیں۔ ہم اس ملک کا حصہ ہیں اس ملک میں ہماری زمین ہے اس ملک میں ہمارے وسائل ہیں۔ ہم کوئی باہر سے آئے ہوئے لوگ نہیں ہیں۔ یہ ملک ہمارے وسائل سے چل رہا ہے جناب اسپیکر۔ جب ہمارے ایک قومی اسمبلی کا ممبر ہے، باعزت ممبر ہے، علی وزیر کے خاندان کے 16 سے زائد لوگ ٹارگٹ کلگ میں شہید ہوئے۔ جناب اسپیکر جب آپ آوازنیں اٹھائیں گے، جب میں نہیں اٹھاؤں گا۔ جب میں ایک بلوچ کے لیے آوازنیں اٹھاؤں گا جب کوئی پشون کے لیے آوازنیں اٹھائے گا۔ آج ولی وزیر کراچی کے جیل میں پڑا ہوا ہے۔ اور الزام کیا ہے کہ آپ نے ایک تقریر کی ہے۔ یہ constitution ہے میرے سامنے۔ جناب اسپیکر اس کے آڑکل 8 سے لیکر 28 تک آپ کو تحریر اور تقریر کی آزادی دے رہی ہے۔ علی وزیر نے کراچی میں محض ایک تقریر کی۔ آج وہ 6 ماہ سے جیل میں پڑا ہوا ہے اُس کی ضمانت نہیں ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ آپ زیرے صاحب بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں ایک منٹ آپ کا لوں گا۔ کوئی شہر میں میں آپ کو بتاؤں، یہ مغربی بائی پاس ہے۔ ابھی آپ دیکھیں مغربی بائی پاس یہاں قبرستان ہے۔ وہاں اُس قبرستان پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اُس پر چار FIR ہوئے ہیں 1992ء سے وہاں جھگڑے ہو رہے ہیں 10 بندے مرے ہیں۔ مغربی بائی پاس کے قبرستان پر قبضہ سرکار کی ایماء پر۔ اور مشرقی جو بائی پاس ہے جہاں QDA کی وہاں سستی بستی ہے، اُس سستی بستی کے اسکیم کو ناکارہ بنایا جا رہا ہے۔ اُس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہے۔ اور اُس کے ساتھ مشرقی بائی پاس کا جو سرکاری قبرستان ہے اُس کی زمین پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں سرکار کی ایماء پر۔ یہ ہے جناب اسپیکر اور میں۔۔۔۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! آپ کو تقریر پا آدھا گھنٹہ ہوا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ایک منٹ جناب اسپیکر یہ چمن کے ایک رہائشی کا application ہے وزیر

داخلہ کے نام، اُس کا گھر ڈیورنڈ لائن کے اوپر آ رہا ہے۔ ان کی 15 ایکڑز میں تھی جو تقسیم، جو باڑ، جو پیشتوں کے سینے پر انہوں نے تیر کھینچا ہے، جو پیشتوں عوام کو انہوں نے تقسیم کیا ہے اچنزی ہے، ان کی 15 ایکڑز میں، آدمی سات ایکڑز میں لکیر کے اُس طرف گئی، باقی اس طرف اور اس طرف جوز میں ہے، وعدہ کیا گیا تھا FC کے کرنل نے کہ آپ کو اس کے بدلے معاوضہ دیا جائے گا۔ ان کی بھیتی بارڑی، زمین، ثاور، بجلی، یہ بندہ سائل راز محمد ولد وزیر محمد، قوم اچنزی، ساکن، یہ لقمان، یہ ایف سی کی چیک پوسٹ ہے۔ تو یہ بندہ کہاں جائے گا جناب اسپیکر! اس بیچارے کی ۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ دے دیں مکملہ داخلہ کو۔

جناب نصراللہ خان زیری: جی میں home minister کے حوالے کروں گا۔ یہ بیچارہ کہاں جائے گا؟ جناب اسپیکر ابھی میں آپ کو بتاتا چلوں کہ بجلی کا مسئلہ ہے اس وقت۔

جناب اسپیکر: یہ میرے خیال آپ کے اچنڈے میں نہیں ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: یہ آگیا ہے جناب اسپیکر! آپ یقین کریں کہ میرے حلقة انتخاب میں 24 گھنٹے میں 15 گھنٹے بھی دہاں لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ یہ پورے شہر کا حال ہے۔ یہ آپ کے نزدیک یہ جو دیہ ہے، ترخہ ہے، یہ تو شہر کے علاقے ہیں۔ یہ آپ کا شالدرہ، یہ پیشتوں آباد، یہ کچلاک، یہ نواں کلی، یہ سریاب، یہ اس گری میں رات کو بھی نہیں ہے۔ دن کو بھی نہیں ہے۔ گیس نہیں ہے۔ آخر حکومت کہاں ہے یہ حکومت؟۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: کہاں گئے وہ ایک کروڑ گھر دینے والے کہاں گئے وہ بچاں لاکھ گھر دینے والے ایک کروڑ نو کریاں دینے والے کہاں گئے؟۔ انہوں نے تو بذری بانٹ شروع کی ہے۔ میں نے پہلے بتایا کے ساڑھے آٹھ ہزار ارب روپے میں سے ہمارے لئے چند ارب روپے بھی نہیں رکھے گئے۔ چند ارب۔ اور انشاء اللہ آنے والے دن جب بجٹ پر بحث ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیری: وہ ہم بیان کریں گے جناب اسپیکر یہ ایسی صورتحال ہے کہ اس میں جس طرح ملک صاحب ہمارے اپوزیشن لیڈر نے کہا، ملک نصیر صاحب نے کہا کہ ہم اس طرح نہیں بیٹھیں گے۔ اور کل سے انشاء اللہ و مأمور مسٹ فلندر ہو گا۔ احتجاج ہو گا عوام نکلے گی ایک پی ایز ٹکلیں گے اور ہم آخری حد تک جانے کے لیے تیار ہیں اپنے علاقے کی عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ جتنے ممبر صاحبان، جتنے ہمارے، آپ اتنی بات کریں تاکہ باقی لوگوں کو بھی موقع ملے جو ممبر ان انتظار کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس طرح تو ہم تین دن میں بھی ختم نہیں کریں گے۔ ہر بندہ آدھا گھنٹہ لے گا۔ پارلیمانی لیڈر کا ویسے جو rule میں ہے دس منٹ، باقی ممبران کے پانچ منٹ ہیں۔ پارلیمانی لیڈر تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ لے رہے ہیں۔ آپ کو موقع نہیں ملے گا میری مرضی نہیں۔ جی اختر لانگو صاحب کرے گایا شاء بلوج صاحب۔

میراختر حسین لانگو: أَعُوْذُ بِإِلٰهِ الدّمَنِ الشَّيْطَنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر جیسا کہ آج آپ کو پتہ ہے کہ اس اہم موضوع پر ساتھی یہاں پر بحث کر رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا اگر کوئی فہم و فراست رکھنے والی حکومت ہوتی۔ اگر چیزوں کو سمجھنے والی حکومت ہوتی کوئی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنے والی حکومت ہوتی تو جس موضوع پر ہم نے اسمبلی اجلاس کو ریکووزٹ کیا ہوا ہے تو یہ حکومت جوں کے شروع ہوتے یا جوں سے پہلے خود ہی تمام موضوعات پر اسمبلی اجلاس بلا کر ایک پری بجٹ سیشن کرواتے۔ جو آپ کے روز آف پروسیجر میں بھی دیا ہوا ہے، آرٹیکل (A) 115 میں اُس کی بھی صریحاً خلاف ورزی کی انہوں نے۔ اور جس طرح جناب اسپیکر! ہم پچھلے تین سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اس حکومت کو ہمیں تو کم از کم بحیثیت ایک مبرکے سمجھنیں آ رہی ہے کہ یہ حکومت کرنا کیا چاہتی ہے اور کر کیا رہی ہے اور کوشش وہ کچھ اور کرنے کی کرتے ہیں۔ ہو کچھ اور جاتا ہے۔ فیصلے پتہ نہیں کہاں سے آتے ہیں۔ چیزیں رات پتہ نہیں کہاں سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہاں پر بلوچستان کے ایک کروڑ 23 لاکھ لوگوں کے نمائندگان بیٹھے ہیں۔ اس ایوان میں ان نمائندوں کو ہمارے ساتھ treasury benches کے ساتھی بھی ہیں، ان تمام 65 جو یہاں پر ممبران بیٹھے ہیں۔ جناب والا! ہمیں یہاں پر تنخواہیں لینے کے لئے لوگوں نے نہیں بھیجا ہے۔ یا اپنی گاڑیوں پر ایم پی اے کے بورڈ لگانے کے لئے لوگوں نے یہاں پر نہیں بھیجا۔ اس ایوان اس کا تقدس اسی لیے سب کو عزیز ہے کہ یہاں اس ایوان کو مقدس سمجھ کے لوگوں نے یہاں پر نمائندے منتخب کر کے بھیجے ہیں تاکہ وہ نمائندے اس ایوان میں وہ فیصلے کریں جو ان کی زندگیوں میں بہتریاں لائے۔ لیکن افسوس کہ یہاں پر ہم نے وہ فیصلے کیے ہیں اس ایوان میں پچھلے تین سالوں سے جنہوں نے عوام کی زندگی میں، مشکلات میں تو بہت سارا اضافہ کیا۔ ہاں البتہ خوشحالی اگر لائے تو ٹھیکیداروں کی زندگیوں میں ضرور لائی خوشحالی اگر لے کر آئی تو چند مفاد پرست لوگوں کو، چند مفاد پرست خوشاملیوں کی زندگیوں ہم نے بہتریاں یہاں پر ضرور لائی ہیں۔ جناب والا! ابھی اس وقت بلوچستان کو جو مسائل درپیش ہیں، میں یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آج جو یہ صاحبان یہاں پر نہیں ہیں۔ آج یہ کسی اور دفتر میں

کسی اور ہال میں یہ بیٹھے ہوئے، اس بجٹ پر جس میں اس ایوان میں بحث کی گئی اور ہورہا ہے۔ اُس میں بھی میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ عوام یا عوام کی جو مشکلات ہیں یا جو challenges آنے والے وقت میں صوبے کو اور اس کی عوام کو درپیش ہوں گی۔ اُس کے متعلق کوئی بھی بات چیت یا کوئی بھی غور و فکر وہاں پہنچیں ہو رہا ہو گا۔ وہاں پہنچنے کے تمام چیزوں پر جھگڑے چل رہے ہوئے گے کہ کس کے ٹھیکیار کو کتنا مانا چاہیے۔ کس کو کون سی سیکیم سے کتنا کمیشن ملنے چاہیے۔ کرپشن کے کمیشن کے نئے دروازے نئے راستے ڈھونڈنے جا رہے ہوں گے۔ جناب والا موجودہ جو صورتحال ہے آج کی اس گرمی میں آپ دیکھ رہے ہیں بلوچستان میں پچھلے دو سالوں سے جو ایک خشک سالی قحط کا ایک سلسلہ شروع ہوا ہے۔ آیا اس ایوان میں یہ ہم سب کا اس ایوان میں تمام معزز اکین کا یہ فرض نہیں تھا کہ ہم اُس پر بحث کر سکتے، کہ drought کی اس وقت spell جو چل رہی ہے بلوچستان میں، آنے والے دنوں میں یہ ہمارے لوگوں کی، ہماری زندگیوں میں کیا اثرات ہوں گے اس کے۔ اور اُس کی پیش بینی کے لیے ہمیں آج وہ کون سے اقدامات کرنے چاہیے کہ آنے والے وقت میں ہمارے اور ہمارے لوگوں کی اس خشک سالی اور drought کی وجہ سے جو مشکلات ہوں گی وہ کم سے کم ہوں۔ جناب والا! یہاں پہنچنے کی بھی یہ بحث نہیں کی کہ ہمارے لوگوں کا جو بلوچستان ہے، بلوچستان کے لوگوں کا ذریعہ معاش ہے کیا؟۔ بلوچستان کے لوگوں کو، ان کی زندگیوں میں بہتری اور per-capita income کو ہم کس طریقے سے increase کر سکتے ہیں؟۔ یہاں پہنچنے کے لیے ہم دو sectors پر depend کرتے ہیں۔ ایک ہے ایکریکٹر جو تھوڑا بہت کچھ مخصوص علاقوں میں، دوسرا جو ہمارا sector ہے، وہ ہے livestock کا۔ وہ ہے گله بانی کا۔ وہ مال مویشی پالنے کا ہے۔ تو اس خشک سالی کی وجہ سے ہمارے یہ دنوں sectors جو ہیں، یہ شدید متاثر ہونے جا رہے ہیں، آنے والے وقت میں۔ آیا اس حکومت نے یا اس ایوان میں بیٹھے تمام وہ ارکین نے ان کی پیش بینی کے لئے، ان مشکلات سے نمٹنے کے لیے ہم نے کوئی پروجیکٹ کوئی اسکیم اس بجٹ میں اُس کے لیے ہم نے کوئی خاطرخواہ کوئی رقم یا کوئی پالیسی ہم نے اس بجٹ میں اُس کے لیے دی ہے؟۔ بجٹ کا مطلب یہ قطعاً نہیں ہے کہ روپوں کا اعداد و شمار یا جمع و تفریق، بجٹ ایک پالیسی ہوتی ہے، ایک پلانگ کرتو ہے کہ آنے والے وقت میں آپ اپنے لوگوں کی زندگی کو خوشحال بنائیں اور آنے والے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے اُس میں projects رکھتے ہوں، اُس میں پلانگ کرتے ہو، اُس میں schemes رکھتے ہیں۔ ان تمام چیزوں میں میرے خیال سے مجھے سمجھنہیں آتا کہ کہیں پر کسی بھی فورم پر ان تمام چیزوں پر کوئی بحث و مباحثے ہو رہے ہیں۔ اب جناب والا! اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ

consultation یہ انتہائی ضروری ہے، مشاورت جو ہے اُس سے چیزیں بگڑتی نہیں ہیں، اُس سے چیزیں نکھرتی ہیں۔ اُس میں خوبصورتی آتی ہے۔ اب میں ایک چھوٹی سی مثال دوں آپ کو، شاء صاحب نے سبیلہ ہسپتال کا visit کیا۔ اگر یہ بتیں یہاں اس ایوان میں ہوتیں، ہم اپنے علاقوں کے مسائل یہاں پر شیرکرتے گورنمنٹ کے ساتھ۔ گورنمنٹ کے نمائندگان جو ہیں وہ اپنے اپنے علاقوں کے مسائل شیرکرتے۔ تو یہیں سے بیٹھ کر ایک پالیسی بنتی۔ ان تمام چیزوں کا حل نکلتا۔ جب شاء نے وہاں پر visit کیا، وہ ویڈیوz viral ہو گئیں تو راتوں رات جناب والا! یہاں سے ایکسرے مشینوں کی گاڑیاں سبیلہ دوڑائی گئیں ایک ہی جگہ چار چار ایکسرے مشین وہاں پر رکھی گئیں، ڈاکٹروں کو یہاں سے راتوں رات دوڑایا گیا، دوا یوں کی گاڑیاں load کر کے راتوں رات یہاں سے دوڑائی گئیں کہ جی چہرہ نظر آ گیا، ہسپتال کے مسائل لوگوں کو نظر آ گئے۔ اب جناب والا! یہ consultation ہوتا تو یہ بھی چیز شائستگی بھی ہو سکتی تھی۔ اب میں آپ کو سول ہسپتال کوئی کی ایک مثال دوں، کل ہمارے کلی اسماعیل کا ایک نوجوان وہاں Covid وارڈ میں شہید ہو گیا میں خود وہاں گیا، وہاں دوائیاں نہیں ہیں لوگوں کو پرچیاں پکڑا کے میڈی یکلوں میں دوڑایا جاتا ہے۔ وہ ایک انجکشن سے ٹھیک ٹھاک بندہ، خود ناشتہ کر کے چائے پینے کیلئے بیڈ پر بیٹھا اپنے عزیز واقارب کیسا تھے مجلس کر رہا تھا۔ جب وہ لوگ پیچے گئے واپس آئے تو اس کی death ہو گئی تھی۔ پتہ چلا کہ اس کو کوئی انجکشن مارا اور اس کے ناک اور منہ سے بھاگ آنا شروع ہو گیا اس کی موت واقع ہو گئی۔ اچھار کھا اس کو کورونا وارڈ میں سول ہسپتال میں۔ جناب والا! جب ابھی ان کے ورثاء نے جور پورٹ جو ہمیں والٹ کیے ہیں میرے موبائل میں پڑی ہوئی ہیں۔ جناب والا! جب پرسوں یا ترسوں ان کے سیمپل لیتے گئے کورونا کے ٹیسٹ کیلئے ان کی روپورٹ آج صبح ان کو ملی۔ کل اس نوجوان کی موت ہو گئی کورونا کی وجہ سے ہسپتال میں۔ جناب والا! آج ان ٹیسٹوں کے رزلٹ آئے وہ نیکیو ہے۔ اس بندے کو کورونا تھا ہی نہیں، جس کا ٹیسٹ نیکیو تھا اس کے آپ نے کورونا وارڈ میں رکھا اور پتہ نہیں کو ناجکشنا لگا کے بیچارے کی موت بھی ہو گئی۔ اب یا تو یہ دوائی reaction ہوا ہے اس کا یا کچھ بھی۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ خدا نخواستہ ڈاکٹر اس کو قتل کر رہے ہیں ڈاکٹر بیٹھے ہیں ہسپتالوں میں، بلاوجہ لوگوں کو قتل کر رہے ہیں، ہم کوئی اس طرح کا ا滋ام نہیں لگا رہے ہیں۔ لیکن کہیں نہ کہیں سے غفلت تو ہے۔ یہ ہمارے ہسپتالوں کی حالت ہے کوئی شہر یہ ہمارا کپیٹل ہے۔ جناب والا! اب اس کپیٹل کے بڑھتے ہوئے مسائل کو اگر ہم دیکھ لیں۔ اس بجٹ میں یا اس ایوان میں کبھی ان چیزوں پر سمجھدی سے بحث ہوئی ہے؟ کہ یہ ہمارا کوئی شہر ہے۔ ہم بچپن میں جس کوئی کو دیکھتے تھے، اب اُس کوئی کی حرست سی ہمارے دلوں میں رہ گئی ہے۔ کاش! تمیں چالیس سال میں کوئی کو جو ترقی کرنی تھی

وہ تونہ کر سکے۔ تیس چالیس سال پہلے والا وہ پرانا کوئٹہ ہمیں مل جائے بھی ہمارے لئے غنیمت ہے اور ہمارے لئے بادشاہی ہے۔ اب جناب والا! اس شہر کا، اس کے مسائل میں روز بروز جو اضافہ ہو رہا ہے کیا یہ ہم سب کی ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم ان موضوعات پر بات کر لیں؟ جناب والا! جو ہمارے interior کے districts ہیں ان کی زبوں حالی کی وجہ سے آج ہمارا کوئٹہ شہر بر بادی تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ یہ ڈوبنے کے قریب آگیا ہے۔ urbanization اس حد تک زیادہ ہو گئی کہ آپ کے عمارت ڈویژن سے لیکر آپ کا چاغی ڈویژن اور آپ کے جعفر آباد اور نصیر آباد کے جو ڈسٹرکٹس ہیں یا سبی کے، اس گرمی میں وہاں تیرہ تیرہ، چودہ چودہ، پندرہ پندرہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے۔ اب لوگ اس ماحول میں وہاں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ تو لوگوں نے کہاں کہاں مانگریٹ کرنا شروع کیا ان ڈسٹرکٹس سے یا ان شہروں کی طرف جہاں تحوڑی بہت سہولتیں تھے۔ اب آپ انٹریئر کے ڈسٹرکٹس میں جائیں نہ آپ کوئی اسکول ملے گا جہاں لوگ اپنے بچوں کو تعلیم دے سکیں۔ نہ وہاں آپ کو ہسپتال تو اپنی جگہ کوئی اس طرح کی ڈسپنسری بھی آپ کو نہیں ملے گی کہ جہاں ڈاکٹر available ہو اور کوئی مریض جا کے وہاں اپنا چیک آپ کروا لے۔ آپ کو وہاں بچلی ملے گی نہ گیس۔ نہ آپ کو وہاں دوسری سہولتیں ملیں گی۔ وہاں سڑکیں تباہ حال ہیں واثر سپلائی وہاں ہے نہیں۔ پی ایچ ای نے اپنا کام جو interior کے districts کے تھے وہ چھوڑ دیے۔ اب لوگوں نے کیا کیا۔ زندہ رہنے کیلئے survival تو کرنا ہے انہوں نے اپنے survival کیلئے جدوجہد شروع کر دی۔ اسی لئے مردم شماری میں جو 2017ء کے census ہے اس میں کوئٹہ میں شہر کی جو پاپ لیشن ہے وہ بائیس سے تینیس لاکھ کے قریب ہے۔ لیکن actual جو اس وقت کوئٹہ شہر میں جو لوگ رہ رہے ہیں یا کوئٹہ شہر کی آبادی ہے وہ جناب والا! پینتائیس سے پچاس لاکھ کے قریب پانچ چکی ہے۔ ابھی یہاں مسائل نے اس طرح جنم لیا کہ آبادی بڑھ گئی ریسورس ہمارے وہی پرانے، اس حکومت نے تو الزام بڑی آسانی سے لگا کے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی کہ جی اپوزیشن کی وجہ سے پیس پس ہو رہے ہیں۔ ارے بابا! ہم تین سال سے یہاں چیخ رہے ہیں چلا رہے ہیں وہ ساڑھے تین سو ٹیوب ویل جو پی ایچ ای نے لگائے ہیں وہ بند پڑے ہوئے ہیں۔ وسا کوئی دو سے تین ارب روپے مانگ رہی ہے ان کو چلانے کیلئے، ہم تو تین سال سے چیخ رہے ہیں کہ وسا کو پیسے دوتا کہ وہ ان ٹیوب ویلز کو اسٹارٹ کر کے لوگوں کو تھوڑا بہت گزارا کے جتنا پانی مل سکے کیونکہ اب جناب والا! آپ سروے کروالیں، کسی بھی ایک غیر جانبدار ادارے سے اس وقت آپ کا آدھا بلوچستان وہ کوئٹہ شہر میں رہ رہا ہے۔ کوئٹہ شہر کی آبادی جو ہمارے براہوں سے آگے شاذ و نادر آپ کو کوئی گھر نظر آتا تھا اب کوئٹہ کی آبادی جناب والا! کو پورتک جا چکی ہے۔ اب بائی روڈ جس نے بھی اس راستے

پر سفر کیا کوپورٹک کوئٹہ شہر کی آبادی پہنچ چکی ہے۔ اب آپ پیشون علاقوں کی طرف نکل جائیں، کچلاک اور کوئٹہ mix-up ہو چکے ہیں اب وہ باڈھ ری ختم ہو گئی ہے جو پہنچ میں ایک غالی پتی تھی کہ جی کوئٹہ شہر میں پر ختم ہو گیا آگے کچھ کلو میٹر سفر کرنے کے بعد ہم کچلاک پہنچتے تھے۔ اب کچلاک اور کوئٹہ کی آبادی اکٹھی ہو چکی ہے۔ آدھا بلوچستان آپ کا یہاں رہ رہا ہے۔ بچلی کی ہماری حالت یہ ہے جو بچلی کے ہمارے نیٹ ورکس تھے یا بچلی کی ڈسٹری یوشن لائنس ہماری ہیں یہ وہی پرانی والی ہیں اب یہاں کوئٹہ شہر میں جیسے ساتھیوں نے کہا ہر آدھے گھنٹے میں پورے کوئٹہ شہر کی میں کسی مخصوص علاقے کی بھی بات نہیں کر رہا ہوں ہر آدھے گھنٹے میں بچلی trip کر جاتی ہے۔ آدھا گھنٹہ بچلی آتی ہے آدھے گھنٹے بعد پھر trip کر جاتی ہے۔ ٹرانسفارمر ہمارے جناب اپنکر! ایک ہفتہ بھی نہیں چلتے۔ ہر دوسرے دن ٹرانسفارمر جل جاتے ہیں پھر ایک ایک ہفتہ ہم کیسکو کی منتین کر رہے ہوتے ہیں کہ اس علاقے میں بچلی نہیں ہے گری ہے ہمارا ٹرانسفارمر ٹھیک کر کے دو۔ وہ لاکے رکھتے ہیں دو دن نہیں چلتے ہی پھر اُڑ جاتے ہیں۔ کیا اس سسٹم کو بہتر کرنے سے چالیس ارب جو پس کئے ہیں ہم تو تین سال سے چین رہے ہیں کہ جی مسائل ہمارے ہیں کوئٹہ شہر کے۔ بائیس لاکھ یا تینیس لاکھ کی آبادی جو census میں ہے اس کے بجائے اس وقت آدھے بلوچستان کوئٹہ شہر میں منتقل ہو چکا ہے۔ آپ کے ایجوکیشن سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے ہیاتھ کا سسٹم آپ کا تباہ ہونے کی وجہ سے، پانی نہ ہونے کی وجہ سے، بچلی نہ ہونے کی وجہ سے دیگر جو ضروریات زندگی ہیں ان کے فقدان کی وجہ سے آدھا بلوچستان مجبور ہو کے وہ اپنے گھر بار، زمین، جائیداد، جا گیر سب کچھ چھوڑ کے آ کے کوئٹہ شہر میں شفت ہو گئے ہیں۔ اچھا! جب آگئے ہم ادھر کچھ نہیں دے سکتے۔ تو کم سے کم اس کوئٹہ شہر میں جو ہمارے وسائل تھے، ہم ان میں تھوڑی بہت improvements لے آتے، تاکہ ہم یہاں جو باہر کے آنے والے لوگ ہیں اور جو ہم کوئٹہ کے مقامی لوگ ہیں، ہم ان کو accommodate کر سکتے۔ جناب! چالیس ارب لپس کرنے ہیں کوئٹہ کو دینا نہیں ہے۔ بد نیتی یہ ہے کہ کوئٹہ والوں نے اپوزیشن کی جماعتوں، جمعیت اور بی این پی کو کیوں ووٹ دیا؟ اس لئے کوئٹہ کو ایک عذاب میں مبتلا کر دوتاکہ لوگ جان بوجھ کے ان کو گالیاں دیں۔ جناب والا! جان بوجھ کے کوئٹہ کے لوگوں سے اور اس کوئٹہ شہر سے، یہ حکومت وہ بدلے رہی ہے کہ BAP کا کوئی نمائندہ یہاں سے کیوں کامیاب نہیں ہوا۔ اور ابھی بھی ہم جو عوامی نمائندے ہیں جو لوگ اپنے مسئلے مسائل مشکلات تکالیف لیکر ہمارے گھروں میں آتے ہیں اور ہم ان کے وہ مسئلے مسائل ان کی وہ تکالیف ان کے وہ دکھ درد ہم اٹھا کے اس ایوان میں آتے ہیں کہ جی لوگوں کی یہ مشکلات ہیں یہ تکلیف ہے، اس دکھ درد میں لوگ مبتلا ہیں۔ وہ بجائے ہماری بات سننے کے بجائے لوگوں کے ان دکھ تکلیفوں کی طرف دیکھنے کے، یہاں اپنی پارٹی

کے کچھ لوگ اور دوچار ٹھیکیدار، ان کی مرضی سے وہ ٹھیکیدار جس کام میں منافع زیادہ ہے وہ اسکیمیں بناتے ہیں۔ یہاں وہ لوگ پہلے ایک چوک پر اپنی تصویر کے ساتھ، سی ایم صاحب کے اور گورنمنٹ کے ایک، دو اور ذمہ داروں کی تصاویر لگاتا ہے پھر شام کو جا کر اپنا وہ پی سی و ان جو ٹھیکیدار صاحب بنا کے لائے ہیں وہ پی سی و ان وہاں کپڑا دیتا ہے، وہ پی ایس ڈی پی میں آ جاتا ہے۔ شام کو ٹھیکیدار اور وہ۔ جناب والا! اس فلور پر پہلے بھی میں نے یہ کہا ہے کہ ان تمام لوگوں کو جو پچھلے تین سالوں سے پی ایس ڈی پی میں فنڈوں سے جن کو نواز اجارہ ہے کوئی جوڈیشل کمیشن بنائے کوئی physical verification ہو کہ یہ اربوں روپے جو کوئی شہر میں لگے ہیں ان کا out-put کیا ہے وہ اسکیمیں تو کوئی ہمیں اس کوئی شہر کے ہم باسی ہیں ہم صح شام انہی گلی گو چوں میں پھرتے ہیں کوئی ہمیں وہ اسکیمیں تو دکھا دے کہ جی پی ایس ڈی پی میں ان اربوں کے بدے میں فلاں محلے کی فلاں گلی کی فلاں نالی ہم نے بنائی۔ یافلاں یونین کنسل میں یافلاں وارڈ میں ہم نے یہ کام کروایا کوئی آکے ہمیں دکھائے تو صحیح کوئی آکے ہمیں مطمئن تو کر لے، کسی میں کوئی اتنی اخلاقی جرأت تو ہو۔ اگر نہیں ہے تو پھر میں اس فلور کے توسط سے آنریبل ہائی کورٹ سے نیب سے میں یہ request کرتا ہوں کہ وہ آئیں، میں پی ایس ڈی پی نمبر اور تین سالوں میں جتنے پیسے کوئی شہر کے لئے ریلیز ہوئے ہیں، وہ میں ان کو دونگا، جن جنگی محلوں کے نام انہوں نے لکھے ہیں وہ بھی میں ان کو دکھاؤ نگاہ وہ آکے مجھے سمجھا دیں کہ یہاں پر کام ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ دس، دس کروڑ روپے کی روڈوں کی ایک اسکیم، ایک ٹھیکیدار، کام کی اگر اس میں آپ، میں خود سول انجینئر ہوں، اُس کا آپ اگر صحیح معنوں میں ایماندار کسی آفیسر سے اُس کا MB بنالیں تو دو کروڑ کا بھی کام نہیں کیا ہو گا آٹھ کروڑ روپے جیبوں میں چلے گئے جو ریکارڈ اس گورنمنٹ کے دوران کوئی شہر میں ہو رہا ہے یہ کوئی شہر کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ اربوں روپے ایک کمشنر کا کے یہاں سے گیا۔ جب ہم نے اس اسمبلی فلور پر معاملات اٹھائے، انہوں نے کیا کیا کیونکہ کمشنر نے جناب اسٹیکر! اگر اسکیلے کھایا ہوتا تو یہ میزان چوک پر لٹک رہا ہوتا۔ کمشنر کے اُس اربوں روپے کی کریشن میں، اُس کریشن کی جو تھالی ہے اُس میں اور بہت سارے لوگوں کے ہاتھوں کی انگلیوں میں وہ گھنی چپکا ہوا ہے۔ اسی لئے راتوں رات کمشنر کو یہاں سے ٹرانسفر کر کے این اوی دیکر بلوچستان سے فارغ کر دیا کہ یہ معاملہ ادھری فن ہو۔ یہ جناب والا! عوام کے پیسے ہیں یہ بلوچستان کے غریب لوگوں کے پیسے ہیں یہ معاملات اس طرح فن نہیں ہونگے کہ آپ نے کمشنر کو نکال دیا، باقی پیسے گئے۔ یہ انکو اری طلب معاملہ ہے اور اس معاملے کو ہم کسی صورت گم نہیں ہونے دینگے، اس کو ہم ٹھنڈا نہیں ہونے دینگے اور یہ پیسے جنہوں نے کھائے ہیں ان کو حساب دینا پڑیگا۔ اب جناب والا! جیسے میں نے کہا کہ ان تمام چیزوں کو اس بجٹ میں زیر غور

لانا چاہیے تھا۔ ان تمام چیزوں پر اس معزز ایوان میں بجٹ پیش ہونے سے پہلے بحث ہونی چاہیے تھی۔ تاکہ ہم اس صوبے کو اس صوبے کے لوگوں کو اس کے عوام کو ایک اچھی سمت دے پاتے۔ ان کی ترقی اور ان کی خوشحالی کے لئے ہم کوئی اچھی سی پالیسی دے پاتے۔ لیکن افسوس وہ تمام چیزیں نہیں ہوتیں۔ بجٹ اجلاس ہو گا ہم اس میں بھی بات کریں گے اور white paper کی شکل میں ہو، احتجاج کی شکل میں ہو، وہنزوں کی شکل میں ہو، تقریر کی شکل میں ہو، تحریر کی شکل میں ہو ہر وہ mode ہم استعمال کریں گے ہم بلوچستان کے لوگوں کو اس حکومت کا اور یہاں بیٹھے جو دو، چار آدمی جو پورے اس حکومت کے سیاہ و سفید کے فیصلے کرنے والے اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اور فیصلے کر بھی رہے ہیں۔ ہم ان کا کمرہ چڑھہ بلوچستان کے لوگوں کے سامنے لا کر رہیں گے۔ بہت شکر یہ جناب والا! آپ کا وقت لینے کا۔ thank you sir.

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ میرزادعلی ریکی صاحب، گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو اپنا نام بھیج دیں۔

میرزادعلی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحيم، thank you جناب اسپیکر صاحب۔ اچھا ہے کہ فناں منستر بھی آگئے ہیں خیر سے پہنچ گئے ہیں۔ چند دن کے بعد انشاء اللہ بلوچستان کا پی ایس ڈی پی پیش کریں گے ظہور صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو بجٹ آنے والا ہے، یہ عوام دشمن بجٹ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! پہلے بھی 2018ء سے لیکر آج تک یہ چونما بجٹ ہے چوتھے بجٹ میں آپ لوگوں نے بلوچستان کو کیا دیا ہے؟ آپ لوگوں نے بلوچستان کو سوائے مایوسی کے کوئی ریلیف نہیں دیا ہے۔ آپ لوگوں نے اُس بندے کو اس بجٹ میں دے رہے ہیں پچھلے والے پی ایس ڈی پی میں اور آنے والا۔ آپ لوگوں نے وہ جو نمائندہ نہیں ہے عوام نے ان کو رتیجٹ کیا ہوا ہے آپ ان لوگوں کو سماٹ کروڑ ستر کروڑ دے رہے ہیں کہ وہ اپنے علاقے میں جا کے کرپشن کریں۔ کام خود لے رہے ہیں اپنے بھائیوں کے نام پر کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کیا کام کر رہے ہیں سوائے روڈ سینٹ سریا کے۔ ہمپتال نہیں ہے اسکوں نہیں ہے پانی کا نظام پورا بلوچستان میں ہر جگہ یہی حالت ہے جناب اسپیکر صاحب! ان لوگوں نے اپوزیشن کو جناب اسپیکر صاحب! دیوار سے لگایا ہوا ہے۔ آپ لوگ یہ کہیں کہ یہ اپوزیشن کے ممبران نے اپنے حلقوں سے ووٹ لیکے آئے ہیں عوام نے اس لوگوں کو ووٹ دیکر بھیجا ہوا ہے عوام کے منتخب نمائندے ہیں آپ لوگ نمائندے نہیں ہیں آپ لوگ سلیکٹڈ ہیں۔ اگر آپ لوگ عوام کے نمائندے ہوتے آپ لوگ ہمارے حلقوں میں ہمارے دوستوں کے ساتھ یہ رو یہ آپ لوگ نہیں کرتے۔ تین سالوں سے مداخلت ہی مداخلت ہے جناب اسپیکر صاحب! آخ کیا وجہ ہے؟ یہ کیوں اس طرح یہ کر رہے ہیں؟

چار بجے کا اجلاس ہے ابھی آگئے ہیں دو تین بندے۔ فناں منستر ظہور صاحب خدار! آپ یہ اٹھا رہے یا انیں کو یہ بجٹ پیش کر رہے ہیں فناں منستر تو آپ ہیں آپ بتا دیں ان اپوزیشن کے حلقوں میں آپ کیادے رہے ہیں ان لوگوں سے آپ نے کیا تجویزی ہوئی ہیں؟ اس کا جواب ظہور صاحب آپ کو آج اس اسمبلی فورم میں دینا ہوگا کیونکہ جناب اپسیکر صاحب! ہمارے ہاتھ اور ظہور صاحب کا گریبان کیونکہ فناں منستر وہی ہیں پیش تو وہی کریگا۔ انہوں نے ہمیں اعتماد میں نہیں لیا ہے کہ آپ کے حلقے میں بھلی چاہیے، روڑ چاہیے، اسکول چاہیے، کالج چاہیے، آپ کو کیا چاہیے آپ کو عوام نے نمائندہ بنانے کے بھیجا ہوا ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! وفاقی بجٹ پیش ہو گیا وہ بھی کچھ بھی نہیں بلوچستان میں سوائے میں کہتا ہوں ایک دو ڈسٹرکٹ کے باقی سارے حلقوں کو نظر انداز کیا۔ بڑے بڑے دعوے کرتے تھے۔ مبین یہاں نہیں ہیں، بڑے بڑے دعوے کرتے تھے کہ میں بلوچستان میں یہ کروں گا بلوچستان میں عمران خان یہ کر رہا ہے وہ کر رہا ہے۔ عمران نے سوائے ماہی کے یہ تین سالوں میں جناب اپسیکر صاحب! کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ اُس نے مہنگائی کا ستیاناس کر دیا۔ یہ وہی عمران خان تھا کنٹینر میں کہا کرتا تھا کہ اگر میں باہر ملک میں گیا چندہ مانگا، بھیک مانگا، میں استغفاری دوں گا۔ ابھی اندازہ لگا میں سعدوی جارہا ہے دینی جارہا ہے پتہ نہیں ایران جارہا ہے خدا کے نام پر مجھے پیسہ دیں۔ آپ پرائم منستر ہیں، آپ نے پاکستان کا یہ حال کیا کہ پورے عوام نے آپ کو زیگیٹ کیا ہے۔ اگر آئندہ الیکشن آگیا جناب اپسیکر صاحب! تو یہ دیکھنا کہ کلین سوپ ہو جائیگے یہ ان عوام کی بدولت سے۔ جناب اپسیکر صاحب! میں چار پانچ دن پہلے ٹرامسینٹر گیا میر ام ریض تھامیرے علاقے ناگ سے لا یا گیا تھا بے ہوش تھا۔ جب میں وہاں گیا وہاں حالت جب میں نے دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کیا حالت ہے بھئی! یہ چالیس ارب روپے لپس ہونے کے ایک دو مزید ٹرامسینٹر بنائے جاتے۔ کہتا ہے ”اپنے مریض کو ایک بی اے صاحب اٹھا کر لے جائیں“ میں نے کہا یہ مر رہا ہے۔

(اس موقع پر جناب قادر علی نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

میرزاد علی ریکی: thank you جناب چیئرمین صاحب! میں نے کہا یہ مر رہا ہے میں اس کو کہا لے جاؤں؟ واشک اور بیسمہ میں hospital ہی نہیں ہے وہاں کی حالت کیا ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس مریض کو یہاں سے لے جائیں۔ یہ حالت ہے بلوچستان کی اور یہ حالت ہے کوئی کی۔ ایک ٹرامسینٹر ہے 4 ارب لپس کرنے سے بہتر تھا کہ آپ تین چار اور ٹرامسینٹر زبانیتے۔ یہاں دھماکے ہوتے ہیں ایکسٹینٹ ہوتے ہیں، سارے اپنے مریضوں کو ٹرامسینٹر لاتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ایک ایسا rule ہے، منسٹر پی ایچ ای یہاں نہیں ہے۔ میرے خیال سے cabinet کے منسٹروں کا بھی کچھ بندوں نے اس کے خلاف کیا تھا۔ کچھ ٹینڈر

ہوئے ہیں جناب چیئر مین صاحب! منسٹر نور محمد درمنے۔ جن حلقوں میں پی ایچ ای کے، 10 کروڑ 5 کروڑ پی ایچ ای کے واٹر سپلائی کے دیئے ہوئے ہیں۔ اُس نے ایک ایسا rule بنایا ہے 1947ء سے لے کر آج تک ایسا rule نہیں ہے جناب چیئر مین صاحب! کہ اُس نے کہا ہے XEN جو جس ڈسٹرکٹ کا ہے وہ بورڈیڈ کرے، سولر اور پائپ میں کوئی ٹینڈر کروں گا۔ یا خدار! یہ کہاں کا انصاف ہے جناب چیئر مین! نور محمد درمن صاحب کیوں اس طرح کر رہا ہے۔ آخر میں نے کچھ سننا کہ cabinet کے منسٹروں نے نمبروں نے اس کی مخالفت کی ہے یہ کہاں کا انصاف ہے بھائی! کر پشن کی کوئی حد ہوتی ہے۔ سولر بورڈیاں ٹینڈر ہو رہا ہے خاران، واٹک میں ہو رہا ہے۔ اگر کرنا ہے ایسا behalf ٹینڈر کریں، نہیں کرنا ہے جو پہلا rule ہے اسکے مطابق چلیں۔ یہ حالت ہے کہ پشن کی جناب چیئر مین صاحب! یہ حالت ہے منسٹر کی۔ منسٹر آیا ہوا ہے کہ میں کیا کروں۔ نیب نہیں ہے جناب چیئر مین صاحب! اگر نیب ہوتا تو میں کہتا ہوں کچھ منسٹر اس ظالم جیل میں بیٹھے ہوتے۔ مگر جناب چیئر مین صاحب! بلوچستان میں نیب نہیں ہے بالکل، اتنے لیٹرمیں نے کہا کبھی تاریخ میں کسی ایم پی اے نے نہیں دیئے ہیں۔ جناب چیئر مین صاحب! میں نے اس نیب کو دیا ہوا ہے مگر یہ نیب خوابِ خرگوش میں ہے، سورہا ہے پتہ نہیں کیا وجہ ہے؟ اس راز کا مجھے پتہ نہیں چل رہا جناب چیئر مین صاحب! آج تک میں حیران ہوں کہ یہ نیب کیوں نہیں جاگ رہا ہے اس کے جانے کا طریقہ کیا ہے مجھے وہ پتہ نہیں چل رہا کہ میں کس طرح اس کو جگا سکوں۔ جناب چیئر مین صاحب! آخر اس عوام کے ساتھ اس بلوچستان کے مظلوم عوام کے ساتھ یہ ہمارے حقوق میں یہ کیوں ہوتا ہے جناب چیئر مین صاحب! ہمیں عوام نے ایک نمائندہ بنانے کر بھیجا ہے۔ ہم کبھی واٹک جاتے ہیں، ماٹھیل جاتے ہیں، کہتے ہیں آپ ایم پی اے ہیں نمائندے ہیں۔ آئیں ہمیں سولر، ہمیں پانی، ہمیں ٹرانسفارمر، کالج، اسکول دے دیں۔ ہم نے آپ کو نمائندہ کر کے بھیجا ہے اسمبلی میں۔ اور اسے ایک دن یا آیگا انشاء اللہ رب ان لوگوں سے پوچھے گا ہماری دعا رب سے ہے خالق سے ہے کہ اے رب! ان لوگوں کو پکڑ جو ہمارے حلقوں میں، جو ہمارے عوام کے ساتھ، جو ہمارے حلقوں کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسی دنیا میں پکڑے گا اگر ہم حق پر ہیں۔ چیئر مین صاحب! اگر ہم حق کے ساتھ ہیں حق اللہ کا نام ہے اللہ ہمارے ساتھ دے گا۔ اگر ہم ناحق ہیں تو اللہ کبھی دیکھ رہا ہے انشاء اللہ۔

جناب چیئر مین: آپ بدعا نہیں دے رہے ہیں؟

میرزا عبدالعلی ریکی: جناب چیئر مین صاحب! مجھے بات کرنے دیں کہ تین دن کے بعد بجٹ پیش ہو رہا ہے کہ

میں اپنے دل کا بھڑاس ان لوگوں کو دکھادوں۔

جناب چیئرمین: یہ بددعا چیخی بات نہیں ہے، یہ نہ دیں۔

میرزادعلی ریکی: میں بددعا نہیں دے رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ اللہ آپ لوگوں کو دیکھے گا۔ میں بددعا نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

میرزادعلی ریکی: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اور ہمیں ہدایت دے دے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم اپنی ذات کے لیے نہیں مانگ رہے ہیں وہ ہمارے حلقوں میں خود جائیں ہمارے حلقوں میں پانی کی ضرورت ہے hospital، اسکول، کالج اور روڈ کی ضرورت ہے وہ خود جا کر خود اسکیمیں اس PSDP میں شامل کریں تو ہم اس اسٹبلی میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کریں گا کہ ہمارے حلقوں میں گورنمنٹ نے 2 ارب 3 ارب ہمارے ہوتے ہوئے ان لوگوں نے اس پی ایس ڈی پی میں شامل کیا۔ مگر نہیں، سوائے ماہی کے۔ جناب چیئرمین! اس پی ایس ڈی پی میں میرے خیال سے ہمیں کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ یہ مداخلت نہیں ہے جناب چیئرمین! ایک بندہ جس کو عوام نے reject کیا ہوا ہے اللہ نے اس کو گرا یا ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ اُس کو فنڈ دے رہے ہیں۔ 60 کروڑ، 70 کروڑ ایک ارب 2 ارب۔ آپ بتا دیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ فناں منظر ظہور صاحب! آپ ایک بلوچ ہیں ایک ایماندار ہیں، خدارا! حق کے ساتھ دے دیں بس، اللہ آپ کے ساتھ دے دیگا ہم یہ سارے ایم پی اے یہاں بیٹھے ہیں، چار، چار، پانچ، پانچ گھنٹے آواز بلند کر رہے ہیں آپ کو بتا رہے ہیں آپ کل مہربانی کریں یا 18 یا 19 کو پی ایس ڈی پی آ رہا ہے، ان ایم پی ایز کو بلا لیں اپنے چیئرمین کیہ یہ ہمارے پاس آئیں، ہمارے جو مسئلے ہیں علاقے کے آپ سن لیں جائز ہیں تو ان کو حل کریں اگرنا جائز ہے آپ ہمیں بولیں کہ یہ کام آپ لوگ ناجائز طریقے سے مانگ رہے ہیں۔ تو ہم بھی آپ کو بتا دیں گے کہ بالکل یہ کام ناجائز ہے۔ چیئرمین صاحب! آخر اس بلوچستان کے ساتھ، ان عوام کے ساتھ ان مظلوم، غریب اور لاچار عوام کے ساتھ انصاف کی ضرورت ہے۔ چیئرمین صاحب! ایک نفرت پھیلی ہوئی ہے پنجگور میں۔ پنجگور کا بارڈ روہاں نزدیک ہے، سب کے پاس زمیاد کاڑیاں ہیں۔ پنجگور کے عوام کو ٹوکن مل رہا ہے بیسمہ، ناگ، خاران کے عوام کو گاڑیوں کو، وہاں ٹوکن ہے یا وہاں ان لوگوں کو permission نہیں مل رہا ہے کہ وہ جا کر وہاں کام کریں۔ چیئرمین صاحب! یہ بارڈ تو ہمیں پتہ ہے کہ سال کا مہمان ہے دو سال کا مہمان ہے۔ نیفترت کیوں ہو رہا ہے کہ خالی بارڈ رجو پنجگور کا ہے، صرف پنجگور کے عوام اور پراؤں کے عوام کے ساتھ۔ ہم نہیں کہہ رہے ہیں وہ بھی

کام کریں ناگ ہے، بیسمہ ہے، خاران ہے، سوراب ہے جدھر کے ہیں ہر غریب نے اپنی زمین بیجی ہے کسی سے قرض لیا ہوا ہے ایک گاڑی لی ہوئی ہے بارڈر میں۔ مہینے مہینے وہاں ذلیل ہیں مگر اس کو ٹوکن نہیں مل رہا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے فناں منش صاحب! آپ ہمارے ساتھ اس میں بھی help کریں کیونکہ مکران بیٹ، چاہے پنجبور ہے چاہے تربت ہے یہ سارے آپ کے بھائی ہیں ظہور صاحب!۔ ہم آپ کے دست راست ہیں۔ یہ غریب ہیں اگر آپ بارڈر کو بند کرنا چاہتے ہیں چیزِ میں صاحب! تو alternate ان لوگوں کے لیے کوئی راستہ نکالیں ان لوگوں کو کوئی ملازمت دیدیں۔ یہ میں شرطیہ کہتا ہوں اس ڈیزیل کے کاروبار سے یہ ابھی اپنی گاڑیوں کو ڈیزیل کے کاروبار سے ختم کریں گے بارڈر نہیں جائیں گے۔ مگر نوکریاں نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ اخبار میں آرہا ہے اٹرو یو ہور ہا ہے واپس کینسل۔ اگر آرہے ہیں پتہ نہیں کن کن کو دے رہے ہیں کس طریقے سے دے رہے ہیں وہ بھی پتہ نہیں چل رہا۔ ان تین سالوں میں جناب چیزِ میں صاحب! آپ بتادیں کتنی appointment اس گورنمنٹ نے کی ہوئی ہے۔ یہ ریکارڈ لائیں اور اسمبلی میں دکھا دیں کہ یہ میں نے بلوچستان میں 4 ہزار 5 ہزار 10 ہزار ملازمتیں دی ہیں۔ نہیں سوائے پانچ چھ سو کے، یہ حالت ہے جناب چیزِ میں! یہ حالت ہے آپ بتادیں کہ یہ اس حالت میں یہ بلوچستان کہاں جائے، مری صاحب! آپ مہربانی کریں، خان نے بڑے بڑے وعدے کیے۔ کیا کیا ہے اُس دن چیزِ میں صاحب! یہاں اجلاس تھا خود آپ کو یاد آ رہا ہے میں نے کہا عمران خان کل زیارت آ رہے ہیں کم از کم زمینداروں کو ایک ریلیف دیدیں اُنہوں نے KPK میں دیا ہمیں بھی دیدیں۔ یہاں ایک، دو ایک، دو ایم پی اے تھے PTI کے اُنہوں نے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ہم کریں گے، کچھ بھی نہیں کیا۔ خالی آگئے اور واپس گئے۔ زیارت میں چکر لگانے کے لیے آتا ہے زیارت دیکھنے کے لیے کہ میں زیارت آ گیا کہ یہ دیکھو میں نے یہ کیا۔ کچھ نہیں ہے جناب چیزِ میں! کچھ بھی نہیں ہے صرف مایوسی کے سوا۔ کاش! اگر نصیب اللہ صاحب اگر میں آپ کی جگہ پر ہوتا میں خان صاحب سے کہتا کہ استغفاری دیدیں۔ آپ کی جو ویڈیو کنٹینٹر کی ہیں، آپ مہربانی کریں استغفاری دیدیں، آپ نے بڑے وعدے کیے تھے، ابھی ہمارا ستیاناس ہو گیا ہے۔

جناب چیزِ میں: ابھی جا کر اس کی پارٹی کو join کر لیں، یہی مشورہ دیتا ہوں۔

میرزا بدعلیٰ ریکی: نہیں، جناب چیزِ میں صاحب! میں مثال دے رہا ہوں۔ یہ حالت ہے خان صاحب کی۔

جناب چیزِ میں: اچھا تھوڑا مختصر کر لیں۔ بہت سارے لوگوں نے بات کرنی ہے۔

میرزا بدعلیٰ ریکی: جناب چیزِ میں صاحب! thank you! باقی میرے دوست اس پی ایس ڈی پی کے

بارے میں بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ آپ کا۔

میرزادعلی ریکی: اور فناں منستر صاحب آخر میں، آپ بلوچ ہیں آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ”تمنی بر اس نے۔ تہ بلوچستان بر اس نے۔ تہ بلوچستان ہمدرد نے۔ تہ بلوچستان غریب عوام آدمیتی نے۔ ظہور فناں منستر صاحب یہ دورے ایم پی اے آنت ایشانے مسئلہ آ حل کی۔ یہ بے وسان ووٹ گپتہ ظہور صاحب! ایشان پی ایس ڈی پی نے تھا۔ یہ پی ایس ڈی پی ع تھا ایشانی حلقہ ع تھا کارگن۔ بس ما، منی جندا پہ مکن۔ پہ متنے علاقے نے کن۔ علاقے ع تھا ہر پی داتہ ولجہ ظہور صاحب! اگر تہ 19-2018ء پی ایس ڈی پی آپش کو تو مہربانی یہ کن ہتھے اپوزیشن ع حلقہ آنی ولجہ ایشان یہ نشان دہ کہ بھئی من پہشاںے چی من فناں منسٹرات من پہشاں انکہ ارب ہر ڈسٹرکٹ آ، ہر حلقہ داتہ۔ انشاء اللہ۔ جناب چیئرمین صاحب! من انشاء اللہ جناب چیئرمین صاحب من انشاء اللہ ظہور صاحب ع ہمے اسمبلی نے تھا۔ من ہمارے دورہ دین گٹ بی انشاء اللہ thank you جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بابر حیم مینگل صاحب۔

بابر حمودی مینگل: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اپنے حلقہ انتخاب کی طرف آپ کو متوجہ کرانا چاہتا ہوں۔ کل نوٹکی میں دو گروپس کے، یاد و قبیلے کے مابین لڑائی ہوئی اُس میں ایک بندہ مارا گیا۔ صبح دس بجے اُس میت کو اُدھر سے اُٹھا کے سول ہسپتال لے گئے، مغرب کی اذان تک یویز اور پولیس کا فیصلہ نہیں ہوا رہتا ”کہ یہ ایریا یویز کا ہے یا پولیس کا ہے“۔ میں نے کہا ”بھئی! یویز پولیس کا نہیں ہے تو چھوڑو بس اس کو ہم افغانستان لے جائیں کیونکہ اُدھر سے بار ڈر زدیک ہے“۔ آج کا پہنچنے ہیں ہے کہ اس کا کیا ہوا دوسرا جناب چیئرمین! اس گرمی میں، دس دن سے نوٹکی ہمارا ایک یونین کوسل ڈاک ہے پورا فیڈر بند ہے۔ چیف کیسکو سے بات ہوئی ہے، XEN اور ڈی سی نے بات ہوئی، قحط ہے، پانی نہیں ہے۔ جب بخیلی نہیں ہے تو پانی کہاں سے آئے گا جناب چیئرمین! تو اس کے باوجود آج میرے خیال میں گیارواں دن ہے بخیلی نہیں ہے ہمارا پورا ایک فیڈر بند ہے۔ ہاں جو لوگ بل جمع نہیں کرتے ہیں آپ واپڈ اوالے جائیں بیٹھ کے کنکشنز کاٹ دیں۔ وہ نوٹکی سے چالیس میل دُور بار ڈر پر ہے، اب وہاں نہ کوئی لین میں جاتا ہے نہ کوئی لین سپر ننڈنٹ جاتا ہے۔ اور بل پیلک منی والوں کو دیتے ہیں یا کوچ والوں کو کہ یہ اُدھر پہنچاو۔ کون اُدھر تقسیم کریگا؟ دوسری بات رہ گئی بجٹ کے بارے میں۔ خاص کر ہمارے حلقوں میں اتنی مداخلت ہو رہی ہے گورنمنٹ کے بندے، گورنمنٹ کے منستر اور جو نمائندے BAP کے نمائندے، ان کو عوام نے total reject کیا۔ لیکن

میرے سنتے میں ابھی بھی آرہا ہے کہ پچاس بورکانو شکلی میں concept paper انہوں نے جمع کروایا ہے یہ صرف ایک ہی PHE کی مدین۔ باقی اریگلیشن اور C&W کا پتہ نہیں ہے۔ والٹر مینمنٹ کا پتہ نہیں ہے۔ لکل گورنمنٹ کا پتہ نہیں ہے۔ آیا ہم لوگ نمائندہ نہیں ہیں؟ ان تین سالوں سے جو ہو رہا ہے گورنمنٹ جو وعدے کر رہی ہے ظہور صاحب! جیسے کہ زابر دیکی صاحب نے بتایا۔ آپ لوگ بھی اپنی تھوڑی کوشش کریں یہ ہم لوگوں کو، یہ ضرورت نہیں کہ ہم لوگ جام صاحب کے پیروں پر پڑیں۔ جام صاحب کے پاس ہم لوگ بھی نہیں جائیں گے۔ نہ ہم جام صاحب سے بات کریں گے۔ جو ہم لوگوں کے علاقوں کا حق بتا ہے عوام کا، وہ حق ہم لوگوں کو چاہیے۔ thank you جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: بہت شکر یہ بابر حیم صاحب۔ حج سید عزیز اللہ آغا۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! انتہائی مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے فلور دیا اچنڈے کے حوالے سے۔

(خاموشی۔ مغرب اذان)

جناب چیئرمین: جی۔

سید عزیز اللہ آغا: جناب چیئرمین! اچنڈے کے حوالے سے خدا جانے مجھے آج اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر کیوں بار بار یاد آ رہا ہے کہ ”جس کھیت سے دہکان کو میسر نہ ہو روزی، اُس کھیت کے ہر خوشے گندم کو جلا دو۔“ میں انتہائی افسوس کے ساتھ اپنی بات کی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں کہ جو سلسلہ اور جو کام حکومتی پیچوں کا تھا، جو کام جو سلسلہ حکومت وقت کو کرنا چاہیے تھا، حکومت وقت اپنی ذمہ داری، اپنی responsibility پوری کرنے میں ناکام رہی۔ اور اللہ جزاۓ خیر دے اپوزیشن لیڈر ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ کو اور پوری اپوزیشن کو جنہوں نے ریکیو یشنڈا جلس کے لئے درخواست جمع کرائی۔ اور اس درخواست کے نتیجے میں آج ہاؤس مجتمع ہے اور بجٹ کے حوالے سے انتہائی مایوسی کے عالم میں جہاں ہمارے سامنے سرکاری پیغام خالی پڑی ہوئی ہیں۔ آج ہم بہت ما یوسی کے عالم میں suggestion تجویز اور Pre-Budget پر بات کر رہے ہیں۔ یہ عجیب منظر ہے کہ ہم 18 کو یا 19 کو جبکہ ہماری بدستی تو یہ ہے کہ آج تک ہمیں یہ پتہ بھی نہیں چل رہا ہے کہ حکومت کے ارادے بجٹ پیش کرنے کے حوالے سے کیا ہیں۔ کہ آیا حکومت بجٹ پیش کرنے میں سمجھیدہ ہے کہ نہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے ہاں لپس ہونے کے لئے چالیس ارب تو موجود ہیں لیکن ترقیاتی کاموں کے لئے ترقیاتی کاموں کو پا یہ تکمیل پہنچانے کے لئے ہمارے پاس بقدامتی سے فنڈ نہیں ہوا کرتے۔ اور پھر وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم

چالیس ارب روپے lapse کر رہے ہیں، اُس کی وجہ پوزیشن کو بتایا جاتا ہے وہ اُردو میں کہتے ہیں کہ ”ناج نہ جانے آنگن ٹیڑھا“، میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ غیر سنجیدگی کی ایک حد ہوتی ہے۔ غیر سنجیدگی جب حدود کو پار کر دیتی ہے تو پھر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہاں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور وہاں پھر ایکویشن کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ صحت کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ وہاں ایسے عناصر کو باتیں کرنے کا موقع مل جاتا ہے جس سے فیڈریشن اور اکائیوں کے درمیان دُوریاں پیدا ہوں گی۔ جناب چیئرمین! ہمارے ہاں بلوچستان میں ریکوڈ ک اور سیند ک اتنے وسیع ذخائر سونے اور چاندی کے موجود ہیں لیکن جو پسمندگیاں بلوچستان میں دیکھ رہے ہیں شاید یہ پسمندگی پاکستان میں کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان معدنی وسائل سے مالا مال صوبہ ہے، وہ صوبہ جو ایک لحاظ سے game-changer کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پرے خطے میں۔ وہ صوبہ آج پسمندگی کی بدترین تصویر پیش کر رہا ہے۔ اسلئے پوزیشن جماعتیں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے کیلئے سر جوڑ کر بیٹھ رہی ہیں۔ اور انشاء اللہ عزیز آپ عنقریب دیکھیں گے کہ ہم وہ انوکھا احتجاج ریکارڈ کراہیں گے۔ اُس انوکھے انداز میں ہم احتجاج کریں گے کہ پھر دنیادیکھے گی کہ پوزیشن کے ممبران کے ساتھ جو نا انصافی جو ہو رہی ہے اُس کا خمیازہ کس حد تک بھگتا جا سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ این ایف سی ایوارڈ کو لے لیجئے۔ آپ ایکن کو لے لیجئے۔ اور اُس حوالے سے آپ سابقہ حکومتوں کی کارکردگی کو دیکھیں۔ جب کھی اس ہاؤس میں محسن بلوچستان، شیر بلوچستان حضرت مولانا عبدالواسع صاحب موجود ہوا کرتے تھے۔ تو اُسوقت بلوچستان ایک ترقی یافتہ صوبہ محسوس ہوا کرتا تھا۔ اُس وقت بلوچستان کے بجٹ میں تمام حلقوں کیلئے اُس انداز سے خطریر قمر کھی جاتی تھی جس کے نتیجے میں حلقوں کے درمیان gap پیدا ہونے کے بجائے، وہاں حلقة قریب آیا کرتے تھے۔ آپ مولانا عبدالواسع صاحب کی کارکردگی کو دیکھیں۔ آپ جمیعت علماء اسلام کے سابقہ حکومت گورنمنٹ کی کارکردگی کو دیکھ لیجئے تو ایک احساس پیدا ہوتا ہے کہ بجٹ کیسے تیار کیا جاتا ہے۔ پوزیشن کو کیسے اعتناد میں لیا جاتا ہے۔ اپوزیشن کو کیسے ساتھ لکیر چلا جاتا ہے؟ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دو یا تین دن بعد بجٹ پیش ہونے جا رہا ہے لیکن اپوزیشن کے ممبران اُن کو خبر ہی نہیں کہ ہم چونکہ آدھے سے زیادہ بلوچستان کی نمائندگی کر رہے ہیں لیکن ہمارے پلے کیا پڑ رہا ہے یہ اپوزیشن کے ممبران کو کوئی خبر نہیں۔ جناب چیئرمین! آپ ایگر لکچر کو لے لیجئے ہمارا زمیندار ہمارا کاشت کا رہما رکسان وہ خون کے آنسو رہے ہیں۔ کبھی اُن کو بھلی نہیں ملتی، کبھی اُن کو کاشت کرنے کیلئے ماحول میسر نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہم فصل کا ٹھٹے ہیں فصل اٹھاتے ہیں پھر اُس وقت قیمتوں کے حوالے سے ایسا ایٹھ بم گرایا جاتا ہے ہمارے زمینداروں پر کہ اُس بچاروں کی سال بھر کی جو محنت ہے وہ ضائع ہو جاتی ہے۔

اسلئے رحم کھائیں بلوچستان کی مظلوم عوام پر بلوچستان کی بچاری عوام پر بلوچستان کے اُن قوتوں کو۔ بلوچستان کے اُن عوام پر رحم کھائیں جو ہمیشہ دن رات ایک کر کے اس صوبے کے ترقی میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ لیکن حکومت کی نا اہلی کی وجہ سے حکومت کی غفلت کی وجہ سے ہمیشہ بلوچستان کی عوام پسمندگی، غربت کا روناروٹے ہیں۔ جناب چیزیں! صحت کے مسئلے پر ہمارے ساتھیوں نے بات کی۔ ہمیں صحت کے بہت بڑے مسئلے درپیش ہیں۔ صحت کے لئے ہمیتھ کیلئے ہندسوں کی حد تک تو بہت بڑی رقم رکھی جاتی ہے لیکن ہمارا صحت کا مسئلہ سال گزرنے کے باوجود جوں کا توں رہتا ہے۔ ہمارے لوگ آپ دیکھ لیجئے سڑکوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں لیکن آپ کے ہسپتالوں میں میڈیسین نہیں ہیں۔ آپ کے ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں آپ کے ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ہیں۔ آپ کے ہسپتالوں میں وہ تربیت یافتہ عملہ موجود نہیں ہیں جو عوام کی صحت کو بحال کرانے میں اپنا رول ادا کر سکے۔ یہی صورت حال ہمارے ہاں ایجوکیشن کی ہے۔ یہی صورت ہمارے ہاں تعلیم کی ہے۔ آپ تعلیم کو لے لیجئے ہمارا تعلیمی نظام دن بدن زوال پذیر ہوتا جا رہا ہے، بجائے اس کے کہ ہم لوگوں کو educate کر سکیں۔ بجائے اس کے ہم اپنے بچوں اور بچیوں کو ایک اچھا تعلیمی ما جوں دے سکیں۔ بجائے اس کے کہ ہمارا تعلیمی ratio بڑھے۔ ہم وہ ratio بڑھانا تو کیا ہے دن بدن ہمارا جو تعلیمی معیار ہے وہ پستی کی طرف بڑی تیزی سے رواں دوال ہے اس کی زمہداری موجودہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ اس حوالے سے بلند و بالغ دعوے تو ضرور کرتی ہے لیکن پریکٹیکلی اُن کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ہم نے حالات کا ادراک نہ کیا اگر ہم نے حالات کی نزاکت و محسوس نہ کی تو پھر خطرہ یہ ہے کہ حالات ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتے ہیں۔ اور جب حالات ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں پھر اُس کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں لہذا ہمیں بجٹ سازی کے دوران اپوزیشن کے ممبران کی تجاویز کو وقعت دیتے ہوئے اُن کے لئے یکساں موقع، فنڈر کے اعتبار سے بھی اور تجاویز لینے کے اعتبار سے بھی فراہم کرنے چاہیے۔ اور پھر اگر ہم ان حالات میں اپوزیشن کو ساتھ لیکر نہیں چلیں گے۔ اپوزیشن کی تجاویز کو ہمیت اور وقعت نہیں دینے گے تو پھر اسکے مخفی یہ ہیں کہ ہم جو کچھ کہر ہے ہیں ترقی کے حوالے سے، میزانیہ کے حوالے سے، بجٹ کے حوالے سے، وہ سب شاید اس فورم پر اس معزز ہاؤس پر شاید ہم صحیح انداز میں قوم کی اور اس صوبے کی راہنمائی نہیں کر رہے ہیں۔ لہذا جناب چیزیں! اس وقت آپ دیکھیں کہ امن و امان کا مسئلہ ہے جس کے لئے ہمارے بجٹ میں اربوں کے حساب سے فنڈر کے جاتے ہیں لیکن لا اے اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہم سب کے سامنے ہے کہ اس وقت ہم جس بدمنی کے دور سے گذر رہے ہیں جن مشکل حالات سے ہم گذر رہے ہیں جن مشکل حالات کا آج ہمیں سامنا ہے شاید بلوچستان کی تاریخ میں اتنے مشکل حالات

اس صوبے نے نہیں دیکھے ہیں لہذا حالات کا اور اک کرتے ہوئے حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتی بیچوں کو اپنے رویے پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔ اور اپوزیشن کی حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا اپوزیشن کی بحثیت کو تسلیم کرنا ہوگا اور اپوزیشن کو اس بجٹ کے حوالے اتنی ہی اہمیت دینی ہوگی۔ جتنی اہمیت وزیر اعلیٰ اور باقی وزراء کو حاصل ہے۔ اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب چیئرمین ہمارے پورے صوبے میں مساجد کے آئندہ اور خطباء کی طرف سے یہ شکایات وصول ہو رہی ہیں کہ سرکاری کارندے مساجد میں جاری ہے ہیں اور پروفارے تقسیم کر رہے ہیں اور ان سے یہ ڈیمائیڈ کرتے ہیں آئندہ اور خطباء سے کہ آپ نے ہمیں تفصیلات دینی ہوگی کہ آپ کا نام کیا ہے یہ مسجد کس فرقے سے کس ملک سے اس کا تعلق ہے یہ مسجد آپ کتنے عرصے سے یہاں پیش امام ہیں آپ کتنے عرصے سے یہاں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں یہ مساجد کے آئندہ اور مساجد کے خطباء یہ لاوارث لوگ نہیں ہیں یہاں ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ مساجد اور مدارس میں جائیں وہاں پروفارے تقسیم کریں اور پھر ان پروفارموں کے ذریعے ناجائز تفصیلات کو اکٹھا کرنے کی ناجائز اور ناپاک کوشش کریں اس لئے ہم فوری طور پر اس عمل کو روکنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مدارس اور مساجد اس کی آزادی کو ہم اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں اور مساجد اور مدارس کی آزادی پر ہم کوئی آنچ آنے نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ conclude کر لیں۔

سید عزیز اللہ آغا: اس لئے جناب اپنیکر! اس مسئلے کو اگر آپ ایک روونگ کے ذریعے سے نمٹادیں تو بہت بہتر ہے گا۔ یہ جو عمل جاری ہے اس وقت بلوچستان میں اسے فوری طور پر روکا جائے ورنہ اس کے نتائج سنگین آسکتے ہیں۔ اور ہم کہہ چکے ہیں کہ مدارس اور مساجد یہ ہمارے ایمان کا مرکز ہیں اور مدارس اور مساجد اس کا دفاع کرنا پھر ہم جانتے ہیں اور ہم اس کا دفاع کر کے رہیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

سید عزیز اللہ آغا: اسی طرح وقف الملک کے بارے میں جو کچھ ہو رہا ہے، جو ارادے ہیں حکومت کے اور پھر اس ایکٹ کے ذریعے اور اس قانون سازی کے ذریعے حکومت وقت جو مدد ہی آزادی سلب کرنے کا سوچ رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس حوالے سے ترناول نہیں ہیں اس حوالے سے ہم لوہے کے پنچے ثابت ہوں گے اور کوئی مانی کا لال مدارس اور مساجد پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا ہے۔ مساجد اور مدارس یہ آئندہ مسلمین کے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے وقف کیئے گئے ہیں اور مسلمان بحثیت مسلمان مساجد اور مدارس کا دفاع اپنے خون سے کریں گے۔ اور انشاء اللہ العزیز اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں اگر آپ تاریخ کی ورق گردانی کریں تو یہ بات

روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہاں مدارس اور مساجد کو بچانے کے لئے مدارس اور مساجد اسکی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لئے یہاں فرزندان تو حیدا پنا کردار پہلے بھی ادا کرچکے ہیں اور مستقبل میں بھی انشاء اللہ العزیز ہم سرپر کفن باندھ کر مساجد اور مدارس کا دفاع کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ آغا جان ٹائم پورا ہو گیا ہے۔

سید عزیز اللہ آغا: الہذا ایک اور توجہ طلب بات

جناب چیئرمین: آپ نے بیس منٹ سے زیادہ بات کی باقی اور بھی ہیں آغا جان اگر تھوڑی سی conclude کر لیں تو مہربانی ہوگی۔

سید عزیز اللہ آغا: میں انہائی، پلیز میں بات کو ختصر کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید عزیز اللہ آغا: ہمارے حلقوں میں فنڈ زدینے کی جو بات ہے، ہمیں فنڈ زملتے ہیں یا نہیں وہ علیحدہ بحث ہے۔ میں اس میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن ایک بات آپ کے Good Chair کے ذریعے آپ کے Office کے ذریعے حکام وقت تک پہنچاؤں گا کہ غیر منتخب افراد کے ذریعے منتخب لوگوں کے حلقوں میں مداخلت بند کیجئے ان کو مت نوازیں اس کو ہم سیاسی رشوت کا نام دیتے ہیں سیاسی رشوت کا یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے غیر منتخب لوگوں کو منتخب لوگوں کے حلقوں میں نہ گھسنے دیں منتخب لوگ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ اپوزیشن کے ممبران سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں اپوزیشن سیاسی پارٹیاں سب کچھ برداشت کر سکتی ہیں لیکن غیر منتخب لوگوں کے ذریعے سیاسی جماعتوں کا اپوزیشن کے ممبران کے قد کھاٹ کو گھٹانے کا یہ ناروا منصوبہ، یہ ناروا عمل اس کا ہم فوری طور پر تدارک چاہتے ہیں اس کو روکیئے، ان غیر منتخب لوگوں کو سنبھال لیئے۔ ان کو اپنے اپنے ساتھ رکھیئے، مت یکھیئے ان لوگوں کو ہمارے حلقوں میں۔ اگر آپ غیر منتخب لوگوں ہمارے حلقوں میں بھیجیں گے تو پھر اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ ہماری حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر جو لوگ ہماری حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے ہم انکی حیثیت کو بھی تسلیم نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ آغا جان۔

سید عزیز اللہ آغا: الہذا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اسی خواہش کے ساتھ اپنی تقریر اپنی بات ختم کروں گا کہ اپوزیشن کو اہمیت دیجئے اپوزیشن کو ساتھ لے لیجئے اور پھر کامیابی اور کامرانی بلوچستان کی عوام کا مقدر ہے ورنہ پھر دمادم مست قلندر ہم ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں و آخر دعواناً آئی الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: جی احمد نواز بلوج صاحب۔

میر احمد نواز بلوج: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، آج کے بجٹ سیشن سے پہلے requisite اجلاس میں جو آج کا اپنڈہ ہے۔ بلوچستان کے آئندہ بجٹ سے قبل ہی بجٹ پر بحث۔ اپوزیشن ارکان کے اسمبلی کے حلقوں میں غیر منتخب افراد کی ترقیاتی اسکیموں پر بحث۔ جناب چیئرمین! بالکل تمام دوستوں نے سیر حاصل بجٹ کے مختلف طریقوں سے مختلف انداز سے، بلوچستان میں آج یا اس سے پہلے جتنے بھی بجٹ ہوئے ہیں گز شتمہ تین بجٹ جس طریقے سے وہ پیش ہوئے ہیں جس طریقے سے انہوں نے اسمبلی فورم پر اُسے table کیا ہے، مکمل وہ cut-paste جو پہلے والا بجٹ تھا اُس کے اعداد و شمار کو اُپر نیچے کر کے اس ایوان کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔ اس بجٹ کو بھی ہم ایسے ہی لیں گے، کیونکہ جو منتخب نمائندے ہیں آج کے اجلاس سے آپ کو اندازہ ہو رہا ہے جناب چیئرمین! چونکہ آپ بھی ایک سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں سیاست کا محور ہوتا ہے تقدیم برائے تقدیم-تقریب برائے تعمیری بھی ہوتی ہے۔ تو آج ہم اس سے پہلے بھی جتنی بھی speeches کی ہیں تقدیم برائے تعمیری ہوئیں۔ آج تقدیم برائے تقدیم ہے اور ان کا جواب بھی کوئی نہیں دے گا۔ تو ہم ان خالی کرسیوں سے ظہور بھائی اور لا لا کا شکریہ ادا کرتے ہیں، وہ اس ظالم ہمیں برداشت بھی کر رہے ہیں اور ہمیں سُن بھی رہے ہیں، مہربانی لا لا۔ جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان کی مجموعی صورتحال کو آپ لے لیں، جس انداز میں بلوچستان کو ایک دلدل میں پھساایا جا رہا ہے، جس انداز میں بلوچستان کی سیاست کو ختم کیا جا رہا ہے، جس مقصد کے لیے بلوچستان میں نئی قانون سازیاں ہو رہی ہیں، جس مقصد کے لئے بلوچستان میں ہمارے جتنے بھی ساحل و سائل ان پر قبضے کے لیے یہاں پر قانون سازیاں ہوئیں۔ جناب چیئرمین تاریخ گواہ رہے گی کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کا اگر ایک بھی کارکن زندہ رہا انشاء اللہ اس جدوجہد کو وہ جاری رکھے گا کہ بلوچستان کے ساحل و سائل اور اس میں جتنے بھی بننے والے عوام ہیں ان کا انشاء اللہ دفاع کرے گا۔ جناب چیئرمین ہمارے سیاسی اکابرین نے اپنے دور میں جو ترقیاتی اسکیمیں دیں یا ترقیاتی کام کیے بلوچستان نیشنل پارٹی کے سرپرست اعلیٰ سردار عطاء اللہ خان مینگل جن کی نومہینے کی کارکردگی یا نومہینے کی اُس کی حکومت، اُس کے بعد سردار اختر جان مینگل کے اٹھارہ مہینے کی جو چھیس ماہ بنتے ہیں یا پچیس ماہ اُس کے باوجود ادھر جتنی بھی گورنمنٹ آئی ہیں، جناب چیئرمین آپ ایک سیاسی کارکن ہیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ اُس چھیس ماہ کو بھی آپ دیکھ لیں اور اُس کے علاوہ جو اس صوبے میں کھیل کھیلا گیا اُن جو یہاں انہوں نے حکمرانی کی جن لوگوں نے اُن کے ادوار بھی دیکھیں۔ اُن کے علاقے بھی دیکھیں اور ان کے دور کے جتنی بھی یہاں PSDPs ہوئی ہیں اُن کو بھی آپ check کریں جناب چیئرمین

اُس میں آپ کو کیا ملے گا سریا، سینٹ اور بھری ملے گی۔ جناب چیئرمین! بلوچستان نیشنل پارٹی کے قائد اور سرپرستِ اعلیٰ سردار عطاء اللہ خان مینگل کا آپ نے پہلے دور میں آپ نے دیکھا کہ اُس نے بلوچستان یونیورسٹی، بلوچستان بورڈ جو ملتان بورڈ کہلا یا جاتا تھا اُس کو اُس نے یہاں بلوچستان بورڈ کا۔ جو بولان میڈیکل کالج ہے اُس کو ہم نے دیکھ کر وہ کالج بھی اُسی دور کا ہے۔ اس کے علاوہ جو آپ کے حب zone کے industrial zone ہیں وہ بھی اُسی کے مرہون منت ہیں NAP کی گورنمنٹ کے۔ جناب چیئرمین! ہم تو قع کرتے تھے کہ اس کے بعد چنی بھی گورنمنٹ آتی اُسی کو copy کرتیں یا اُسی کی طرز کا یہاں پر کوئی ایسی بڑی mega scheme لاتے، وہ کچھ کہ ہم اپنے جو پرانے، جیسے اختر حسین نے کہا کہ ہم پرانے کوئی نہ کو مانتے ہیں، ہم اُس پرانے بلوچستان کو مانتے ہیں جناب چیئرمین! اُس میں خوشحال تھے اُس میں آباد تھے اُس میں ہمارے بزرگ، دھکان، کسان، مزدور، اُستاد، ٹیچر، سب خوشحال تھے جناب چیئرمین۔ آج کے دور کو بھی لے لجئے اس سے پہلے والے دور کو بھی 72ء، 71ء اور اُس دور کو بھی لے لجئے۔ اور اُس دور میں کیا ترقی آگے جارہا تھا بلوچستان اور اس دور میں دیکھیں بلوچستان پیچھے جا رہا ہے۔ کیوں جناب چیئرمین! ہم دیکھتے ہیں کہ گوادر میں باڑ لگائی جا رہی ہے، کبھی دیکھتے ہیں کہ زیارت کو خالی کیا جا رہا ہے، کبھی دیکھتے ہیں کہ چن پر باڑ لگائی جا رہی ہے، کبھی دیکھتے ہیں پنجور تربت، مند، گوادر تک باڑ لگائی جا رہی ہے اور سارے بارڈ بند کیے ہو رہے ہیں۔ تیل کا کاروبار تھا، ظاہر ہے ہمارے لوگوں کا ذریعہ معاش اپنی مدد آپ کے تحت۔ جناب چیئرمین! اگر یہ بارڈ بند ہوتے ہیں تو آپ نے تباہی کیا یہاں پر ہمارے جو دور دراز علاقے ہیں اُس میں آپ نے کیا ترتیب دی ہے۔ کیا پلان آپ نے سوچ کر رکھا ہے۔ پچھلے دنوں میں آواران چلا گیا تھا جناب چیئرمین! یقین کریں میں ایک سیاسی و رکرکی حیثیت سے کہہ رہا ہوں یہ نہیں کہ میں کسی پر تنقید کر رہا ہوں۔ کیونکہ وہ میرا گھر ہے میراوطن ہے، یقین کریں بیلہ سے لے کر آواران تک جب میں گیا تو مجھے اتحوپیہ کی وہ جو خوفناک جو ہالی وڈیں جو فلز ہوتی ہیں جناب چیئرمین! اُس کی منظر کشی ہو رہی تھی۔ جناب چیئرمین! دور دور تک کوئی بندہ ہمیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اُس کا روڈ دیکھ لجئے جناب چیئرمین، اُس کا روڈ پانچ گھنے کا ہے، ایک سو اسی کلومیٹر ہم نے پانچ گھنے میں طے کیا۔ جناب چیئرمین! میں سال کے بعد ہمارے بلوچستان نیشنل پارٹی نے وہاں جلسہ کیا۔ میں سال بعد مشرف دور سے لے کر اس 9 تاریخ کو ہم نے وہاں ایک بڑا جماعت کیا۔ وہاں پر لوگوں کے ذہنوں میں جو خوف تھا جو بربریت، پتہ نہیں بلوچستان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے، اور ان دور دراز علاقوں میں اس گرمی میں جناب چیئرمین! انه پانی تھا نہ اسکوں ہیں، وہاں پر جو جرنیٹر زجوں

بھلی پیدا کر رہے تھے وہ اتنے خستہ تھے جناب چیئرمین کہ پانچ منٹ کے بعد trip ہوتے تھے، پانچ منٹ کے بعد وہ trip کرتے، وہ اتنے لگے سڑے تھے جناب چیئرمین! ان کی آواز سے لگتا تھا کہ یہ پہنچ نہیں کتنے سال پُرانے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہونا یہ چاہیے تھا کہ ایسے بھٹوں میں ہمارے ایسے دور دراز علاقوں کو جگہ ملنی چاہیے، ان کے لیے وسائل پیدا کرنا چاہیے، وہاں پر اسکیمات رکھنی چاہیے جناب چیئرمین! اگر وہاں کوئی patient ہو اُس ہسپتال میں ایک سرخ نہیں تھی۔ جناب چیئرمین! آپ آواران کے لوگوں سے پوچھیں، آپ تربت کے ایسے علاقے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ ان کے لیے ایک سرخ کیا اہمیت رکھتی ہے۔ ادھر ہم بیٹھے ہیں لوگوں نے اسمبلیوں میں ہمیں پہنچایا ہے صرف مکھن لگانے کے لیے، صرف دوسروں کو اچھے لباس پہننے کے لیے، اچھی اچھی گاڑیوں میں آنے کے لیے، نہیں چیئرمین! ہم یہاں لوگوں کی آواز بن کر آئے ہیں۔ ہم لوگوں کے لیے یہاں ان کے حقوق مانگنے آئے ہیں۔ وہاں بیلہ اسکول میں جب ہم چلے گئے جناب چیئرمین! بحثیت ایک سیاسی کارکن میرا فرض بتا ہے کہ میں ان کی آواز یہاں بنوں، اُس اسکول کا منظر کیا تھا جناب چیئرمین! آپ رولنگ دیں ایسے دور دراز علاقوں میں آپ ایک broad committee ہنانے میں اس اسمبلی کی، ہونا یہ چاہیے تھا کہ دور دراز علاقوں کے لیے یہاں سے ایک کمیٹی بجٹ سے پہلے بنی چاہیے تھی کہ ایسے دور دراز علاقوں میں کہ ہمارے اسکولوں کی کیا حالات ہے، ہمارے کالجوں کی کیا حالات ہے، وہاں پانی کی کیا سہولتیں ہیں، ہمیں کار ریلی اور sports جہاں پر ہمیں تعلیم کی ضرورت ہے وہ ہمیں وہاں ایک building کھڑی کر کے دیتے ہیں اور اُس میں بندے کہاں سے آپ لا میں گے۔ آپ شعور تو وہاں لا میں پہلے وہاں تعلیم تو لا میں جناب چیئرمین! ایک بندے کے پاس کھانے کے لیے نہیں ہے آپ اُس کے اتنا بڑا۔ میرا تعلق sports سے رہا ہے جناب چیئرمین! میں نے تمیں سال نبیال کھیلا ہے، میں پاکستان یونیورسٹی کا captian رہ چکا ہوں مجھے پتہ ہے کہ sports کیسے کھیلا جاتا ہے، میں نے اس طن کے لیے sports کھیلا ہے، اس صوبے کا نام میں آگے لے گیا ہوں sports کے میدان میں، مجھے پتہ ہے میں کیا کیا گھپلے ہوتے ہیں، مجھے پتہ ہے کیا کیا مدد میں وہ پیسے نکالے جاتے ہیں۔ آپ آج مجھے دکھائیں کہ sports کے senior players کو آپ کتنی pay کر رہے ہیں؟ اُنکے نام بھی آپ لوگوں کو نہیں آتے ہیں جو ہمارے منشی ہیں یا اُس کا محکمہ ہے یا اُس sports office کے ملکوں میں دیکھیں کہ sports کے میدان کو ہم اپنے سفیر کے طور پر استعمال کرتے ہیں، یہاں کرپشن کی مدد میں اپنے sports میدان بناتے ہیں۔ پچھلے ادوار میں اسپورٹس گرواؤنڈ بننے جناب چیئرمین! آپ جا کر ان کو دیکھیں وہاں بھوت بغلہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں اسپورٹس آج تک ہم نے

نہیں دیکھا، پرانا بلوچستان، پرانا کوئٹہ آپ دیکھتے ہیں کہ مالی باغ میں جگہ نہیں ہوتی تھی، یونیورسٹی میں جگہ نہیں ہوتی، آپ کے اسٹینڈیم میں جگہ نہیں ہوتی ہے یزدان خان سکول میں آپ کو پتہ ہے جناب چیئرمین! جگہ نہیں ہوتی وہ sports players کہا چلا گیا؟ اسی کریشن کی نظر ہوئی جناب چیئرمین! یہی حالت ہے ہماری education کی ہے ہماری یونیورسٹی میرے حلقة میں ہے۔ وہاں ان کے ملازم کو خواہ نہیں ہے جناب چیئرمین! آپ بھی اُسی یونیورسٹی سے پڑھے ہیں۔ ہم سب اُسی سے پڑھیں ہیں۔ جب اُس کے VC ہمیں ring کرتا ہے ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم اُستاد کا فون کیسے اٹھائیں؟ کہ آپ لوگ جس مقام پر پہنچے ہو وہاں بات کریں، اور ہمارے پہلا یونیورسٹی بلوچستان یونیورسٹی وہ ابھی ختم ہو رہا ہے آہستہ آہستہ، باقی یونیورسٹیوں کی حالت آپ کو، جھالا دا ان یونیورسٹی آپ بند کر رہے ہو لوار الائی یونیورسٹی آپ بند کر رہے ہو جناب چیئرمین! تربت یونیورسٹی آپ بند کر رہے ہو میڈیکل، کوئٹہ سے لیکر آپ کو جیکب آباد تک جناب چیئرمین! ایک اچھا hospital نہیں ملے گا، کوئٹہ سے لیکے جیکب آباد border تک آپ کو مجھے ایک اچھا hospital دکھائیں پورا آدھا بلوچستان ہے وہ، اگر کوئی patient ہوتا ہے تو سکھر لے جاتے ہیں جناب چیئرمین! لاڑکانہ لیجاتے ہیں، اگر کوئی کوپور پر بھی accident کریں اُسے سکھر چانڈ کا میڈیکل یا اُسے سکھر ہسپتال پہنچایا جاتا ہے۔ تو جناب چیئرمین ہم کس چیز کے لئے روئیں؟ آج اگر ہم اپنے علاقوں کے لیے تباویز دیتے ہیں وہ روڈی کی ٹوکری میں پھینکا جاتا ہے جناب چیئرمین! میرا حلقة ہے سریاب سرپل سے لیکر چالو باوری تک، بی بی زیارت تک گنجان آبادی ہے کوئٹہ کی جناب چیئرمین! سب دوست یہاں گواہ ہیں۔ پینے کے پانی کے محتاج ہیں لوگ۔ ٹینکر مافیا کے رحم و کرم پر ہماری گورنمنٹ نے اُسے چھوڑ دیا ہے۔ بند ٹیوب ویل جو ہم اس شروع دن سے کوئٹہ کے جتنے بھی ہم MPAs 9 میں ہم نے کہا کہ ہم آئیں ہم WASA کو آپ full اختيار دے دیں، handover کو جو WASA PHE drill کی ہوئی ہیں وہ آپ WASA کو کریں۔ جو اس میں الیکٹریک کا مسئلہ ہے اُن کی رسپیریگ کا مسئلہ ہے وہ اُنکے جو جن لوگوں نے زمین دی ہیں اپنے ٹیوب ویلز کیلئے جگہ دی ہے جہاں drill ہوئی ہے، اُس کے ساتھ agreement ہوئے ہیں کہ دو، دو پوشیں آپ کو ملیں گے آج تک وہ بچارے انتظار میں ہیں کہ ہمیں وہ پوشیں، جب پوشیں آئیں تو ہمارے منسٹر صاحب نے lower staff کے، چار گریڈ کی جو پوشیں تھیں وہ ہمارے out of district تحصیلوں کو دے دیئے۔ جناب چیئرمین! ظلم ہم کب تک برداشت کریں گے؟ یہ ظلم انشاء اللہ ہم برداشت کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم سیاسی لوگ ہیں جیسے میرے colleague نے کہا کہ ہمیں برداشت کی سکت ہے جو ٹھیکیدار

آپ پیدا کر رہے ہو جناب چیئرمین! ٹھیکیدار بھی ووٹ نہیں لیتا کتنے پیسے سے آپ ووٹ لو گے؟ جو عوام کے دلوں میں بستے ہیں آپ انہیں نکال سکتے۔ 70 سال سے ہم نے اس طن کے لیے جدوجہد کی ہے ہمارے شہداء ہیں ہم نے اس طن کے لئے قربانیاں دی ہے جناب چیئرمین! آج اگر ہم اس مقام پر کھڑیں ہیں ان شہداء کی محنت کی وجہ سے ان شہداء کی قربانیوں کی وجہ سے۔

جناب چیئرمین: مختصر کر لیں احمد نواز صاحب۔

جناب احمد نواز بلوچ: جو انکی families نے خواب دیکھا تھا۔ جناب چیئرمین! ظاہروہ بھی کسی کے بھائی تھے وہ بھی کسی کے عزیز تھا ان کے بھی بچوں کے مستقبل تھے جناب چیئرمین! انہوں نے ہمارے آج کیلئے اپنا وہ وقت انہوں نے شہادت نوش کی مگر انہوں نے اپنا پیٹھ نہیں دکھایا۔ کہنے کا مقصد ہے جناب چیئرمین! بلوچستان کی اس اسمبلی کیلئے ہمارے اکابرین نے جو جدوجہد کی، جو آج ہم اس چھٹ کے نیچے بیٹھے ہیں وہ ان اکابرین کی وجہ سے جناب چیئرمین! وہ اکابرین یہ سوچ کر نہیں آئے تھے کہ ہم ان چیزوں کو خالی کریں گے یا ہم بس ہمارا لیبل "گاہارا tag" کہ ہم MPAs بنیں ہم منستر نہیں باقی اللہ اللہ خیر سلا۔" نہیں انہوں نے اس اسمبلی کو اگر one unit توڑا سے جمہوری طریقے سے جو لوگوں نے یہاں آ کر اس اسمبلی کو اس بلوچستان کو ایک مقام دیا تو انہوں نے ایک سوچ کے through کہ یہاں جمہوریت ہے یا لوگ پھلے پھولیں اور یہاں علم حاصل کریں اور بلوچستان کو ترقی دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ!

جناب احمد نواز بلوچ: جناب چیئرمین! سریاں میں بھلی کی حالت ہے۔ آپ کا تعلق بھی اُسی area سے ہے۔ آپ کے اپنے فیڈرز کا بھی کیا حال ہے وہ مجھے بہت اچھی طرح پتہ ہے، کیونکہ میرا اور آپ کا حلقة border پر ہے کا۔ تو حالت یہ ہے کہ جناب چیئرمین! کہ بھلی، بار بار کہتے ہیں "کہ بلوچستان حکومت پر ہمارے 55 ارب ہیں۔ WAPDA بھی جڑات کرے پورے بلوچستان کی بھلی بند کر دے جب تک گورنمنٹ نہیں دے گا ہم اُس کے ساتھ ہیں، بھلی کیسے نہیں دیں گے، پیسے کیسے نہیں دیں گے؟ دے دیں، 15 ارب دے دیں، 2 ارب دے دیں واپڈا کو، تاکہ اُنکے بھی ظاہر ہے rights ہیں اُنکے bill ہیں گورنمنٹ پر سب سیڈی کی مدد میں۔ جوز مینداروں کا حال ہے جناب چیئرمین! اس season میں جو ہم کہتے ہیں کہ زرداں ہے، خوبی ہے، آڑو ہے ہم پورے ملک کو supply کرتے ہیں بلوچستان، ابھی آگے ہمارا apple آئے گا تو وہ اگر انہیں پانی نہیں ملی جناب چیئرمین! اُس زمیندار کا کیا حال ہو گا؟ زمینداری یا تجارت سنت ہے جناب چیئرمین! ہم پشین

کی حالت دیکھیں جناب چیئر مین اس سے پہلے پشین اتنا رخیز ہوا کرتا تھا آج آپ پشین، قلعہ عبداللہ یا میزِ اڑہ جائیں تو ایک اور منظر کشی کرتا ہے۔ وہاں کتنے کاریزات تھے مشک ہوئے، وہاں کتنے باغات تھے جناب چیئر مین! آپ مستونگ کی حالات دیکھیں جناب چیئر مین! مستونگ میں لوگ ”ٹھنڈا مستونگ“ اُسے کہتے تھے۔ اور کتنے کاریز تھے مستونگ میں جناب چیئر مین! کتنے باغات تھے آج دیکھیں مستونگ کا کیا حال ہے۔ غلط پالیسی۔

جناب چیئر مین: مختصر کر لیں تھوڑا سا! بہت سارے دوستوں نے بات کرنی ہے۔

جناب احمد نواز بلوچ: جناب چیئر مین! اگر ہم dams بنا کیں، ہم صوبے کو dams دیں ہم اپنے آنے والے نسلوں کے لئے اگر ہم dams بنا کیں گے تو وہ آگے جائیں گے، اگر ہم وہی ”نشستن گفتون برخاستن“ ہوں گے آج کی طرح جیسے ہماری اسمبلی ہے آدھا بلوچستان یہاں ہے ایک حصہ وہ ہے آپ دیکھیں کیا وہ، کیا مخلصی ہے اُس side میں۔ تو میں جناب چیئر مین! اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے بلوچستان کی اور اپنے حلقے کی میرے حلقے میں اتنی مداخلت ہو رہی ہے جناب چیئر مین! کہ پورا بلوچستان ایک side پر۔ اور ہمارے CM صاحب کو صرف سریاب نظر آتا ہے۔ جو بھی فیٹہ کاٹ رہے ہیں ایک ٹرانسفارمر کا وہ بھی ہمارے CM صاحب کاٹ رہے ہیں۔ اگر کوئی سڑک کا کوئی کونہ سیدھا کیا ہے وہ بھی CM صاحب کاٹ رہے ہیں اگر اُس کے پیچھے آپ لوگ دیکھیں وہ کون ہیں؟ جن کو ان کے گھر میں بھی کوئی سلام نہیں ڈالے میں شرطیہ کہہ رہا ہوں جناب چیئر مین! اگر آج سریاب ہے آج سریاب کی نمائندگی ہے عوام نے یہاں اسے ووٹ دے کر بھیجا ہے ہم اُس کی دفاع بھی کرنا جانتے ہیں جناب چیئر مین! ہم ترقی کے مخالف نہیں ہیں مگر ترقی وہ ہو جس میں عوام کی رائے شمار ہو، جو عوام کے نمائندوں نے اگر وہ ہمیں نشاندہی کرتے ہیں تو ہم یہاں لاتے ہیں۔ اگر عوام نے ہمیں ووٹ دیا ہے ہم اُنکے حق کی اُس ووٹ کو ہم عزت بھی دیں گے اور ان کے حق کے لئے بھی یہاں ہم بات بھی کریں گے تو جتنی مداخلت سریاب اور میرے حلقے میں ہو رہا ہے جناب چیئر مین! جتنے ٹھیکدار پیدا کئے جا رہے ہیں ظاہر ہے میں اس معزز ایوان میں اُنکی نشاندہی کر رہا ہوں۔ اُس کے علاوہ میرے حلقے میں یا سریاب یا بلوچستان میں جتنے ڈسیکٹ اسکواؤڈوں کو انہوں نے کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے آج صحیح بھی سریاب میں ایک بندے کو شہید کیا گیا جناب چیئر مین! کہاں ہے گوڑ گونس؟ کہاں ہے مدینہ ریاست؟ آپ زیارت آتے ہیں فضاء میں گھوم کر پھر گھر جاتے تھے کہ میں نے زیارت کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ زیارت آپ پیدل جائیں دیکھیں کہ زیارت میں کیا مسائل ہیں۔ گواردر میں کیا مسائل ہیں آواران میں کیا مسائل ہیں تو چیئر مین! میں

انہائی مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے time دیا اور انشاء اللہ آنے والے بجٹ میں جو ہمارے پارٹیوں کا فیصلہ ہوگا، جو اپوزیشن کا فیصلہ ہوگا میں اُس کی مکمل تائید کروں گا جو احتیاج ہوگا جو ہوگا میں اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے اُس کی تائید کروں گا اور انشاء اللہ اُس میں شرکت بھی کروں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ احمد نواز صاحب۔ جی اکبر مینگل صاحب!

میر محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب موقع دینے کا۔ سب سے پہلے میں بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کو مبارکباد دوں گا کہ بلوچستان کے اندر ایک پسمندہ علاقے میں اُنخل یونیورسٹی کا sub-campus وڈھ جس کے لیے رقم فنڈ فیڈرل گورنمنٹ رکھ رہا تھا، صوبائی حکومت کی درخواست پر وہ ملتی کر دیا گیا ہے۔ دوسرا مبارکباد میں وزیر اعلیٰ بلوچستان کو دوں گا کہ ایک پسمندہ علاقے وڈھ میں تین اور چار روڈر لکھے گئے تھے، ان کو بھی اُن کی درخواست پر cancel کروایا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر وزیر اعلیٰ صاحب اپنے صوبے کے بارے میں یہی خیالات، یہی سوچ، یہی فکر رکھتا ہے تو میری دعا ہے ہاتھ اوپر کر کے میں دُعائماں گوں گا کہ یا اللہ دوسرے صوبوں کو اس طرح کا کوئی وزیر اعلیٰ نہیں دینا۔ ایک پسمندہ صوبہ وفاق کی طرف سے کہیں کوئی sub-campus کے لیے باقاعدہ funds آتے ہیں یونیورسٹی کے لیے اُن کو کوشش کرتا ہے کہ ملتی کرے۔ آپ کے روڑوں کو ملتی کرے۔ تو ایک عجیب سی بات ہے کہ اس طرح کا ایک آدمی اس بدقسمت صوبے کا وزیر اعلیٰ بنایا بیٹھا ہے۔ جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے ساتھیوں نے کہا میں بھی کہوں گا۔ ایک پسمندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں، ہمارے بھی حلقوں کو روڑوں کی ضرورت ہے۔ ہمارے لوگوں کو بھی پینے کے لیے پانی کی ضرورت ہے۔ ہمارے لوگوں کو بھی علاج و معالجے کے لیے ہسپتا لوں کی ضرورت ہے۔ ہمارے علاقے میں بھی بہت تیزی سے پانی کا گراف نیچے گر رہا ہے۔ ڈیم اور ڈیلے ایکشن ڈیز کی ضرورت ہے۔ ہمارے علاقوں میں بھی بچلی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ غریب زمیندار جب پورا سال محنت مزدوری کر کے فصل تیار کرتا ہے تو عین موقع پر بچلی کو بند کیا جاتا ہے۔ ایک تو اُس کی پوری محنت ضائع ہوتی ہے اور دوسرا اُس کا پورا سرمایہ ڈوب جاتا ہے۔ جناب اسپیکر ہمارے علاقوں میں بھی اسکو لوں کی اشد ضرورت ہے۔ اسکو لوں کے آپ سمجھے کے آدھا نمائندگی کر رہے ہیں۔ اگر آدھے نمائندگی کو آپ رد کریں گے، نظر انداز کریں گے اور آپ یہ سمجھیں گے کہ آپ بلوچستان کو ترقی دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے متادف ہے۔ اگر آپ اس صوبے کے ساتھ مخلص ہے یہاں کام کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو بلا تفریق پورے بلوچستان میں

تمام حلقوں میں منصفانہ انداز میں ترقیاتی کام جاری و ساری رکھنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس دن بجٹ ہوگا اُس دن بجٹ اجلاس دو ہونگے، ایک وہ اجلاس جو یہاں پر ہوگا، جس کی اکثریت ہے، وہ selected لوگ ہیں، وہ اپنا بجٹ پیش کریں گے۔ لیکن ایک بجٹ وہ بھی ہوگا جو بلوچستان کے لوگوں کے لیے ہوگا، عوام کے لیے ہوگا اور وہ آپ کے اسمبلی لان میں ہوگا اور اسے اپوزیشن پیش کرے گی۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ جناب اسپیکر! اقوام متحده کی reports کو اٹھائیں poverty ratio کو دیکھیں، بلوچستان اس وقت پوری دُنیا میں سب سے زیادہ جو ہے غربت کی لکیر سے بھی نیچے گزر رہی ہے۔ ہماری poverty ratio سب سے زیادہ ہے۔ ہم نوجوانوں کو نوکری نہیں دے سکتے۔ ہم اپنے لوگوں کو، ہماری ماں میں اور بہنیں جو کئی کئی کلومیٹر سے پیدل جا کے پانی لاتی ہیں، یہ بقسمت صوبہ جس سے پورے ملک کے چوہبھے جلتے ہیں اور ہمارے بچے اور بچیاں صحیح کو نکلتے ہیں اور شام کو اپنے گھر کے چولہا جلانے کے لیے لکڑیاں لاتے ہیں۔ ہم اُس دور میں رہ رہے ہیں جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین صاحب! اس وقت پوری بلوچستان میں خصوصاً میں اپنے حلقے کی بات کروں گا، ”آڑخی“، ایک لپسمندہ علاقہ ہے۔ آڑخی کو main road سے منسلک کیا جائے۔ ”ڈراکالو“ اور ”آڑخی“ روڈ کو تعمیر کیا جائے اور اسی طرح ”ڈامسر“ کاروڈ، ”پلی ماس“ اور ”لوپ“ کے روڈ کو بھی بنایا جائے۔ اور مختلف علاقوں کے جو روڈ جو وفاقی حکومت نے دے رکھے تھے، جو cancel کیے ہیں، ان کو بحال کیا جائے۔ جناب چیئرمین! ”سارا بِدَرْنگ“ سے ”مُلک“ تک روڈ کو پہنچ کیا جائے تاکہ لوگ اُس سے مستفید ہو سکیں۔ اور جناب اسپیکر پہلے سال میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر تقریباً اپنی پہلی PSDP پر ”سائزونہ ٹو آری پیر“ روڈ جو رکھا تھا mineral department نے رکھا تھا۔ تو آدھے گھنٹے تک صرف اس کی تقریر کرتا رہا کہ ”یہ روڈ بننے کا ایک لپسمندہ علاقہ ہوگا لوگ آئیں گے، لوگ جائیں گے، روزگار ہوگا۔ یہ ہو گا وہ ہوگا“۔ لیکن یہ تیسرا سال ہے میں P&D کی چکر لگاتا ہوں آج تک وہ روڈ اُس پر کام شروع نہیں ہوا کا۔ جہاں بھی جاتا ہوں تو کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت ہے کہ یہ بنے نہیں۔ اس میں رکاوٹ وزیر اعلیٰ صاحب ہیں۔ اس طرح کے وزیر اعلیٰ، بس دوبارہ ایک دفعہ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کروں گا کہ دوسرے صوبوں کو اللہ تعالیٰ اس طرح کی ذہنیت سے، اس طرح کی شخصیت سے، کینہ پر و رآدمی سے، بغضہ پرست آدمی سے۔ جناب اسپیکر! اس کے علاوہ خاص کر ”گنجڑ مارٹی“ میرے حلقے میں آتا ہے گنجڑ مارٹی انتہائی لپسمندہ علاقہ ہے۔ اُس کو main road سے اور خضدار سے منسلک کیا جائے۔ جناب اسپیکر! آخر میں، میں سمجھتا ہوں ایک پیغام international community کے لیے دوں گا بجیت ممبر صوبائی

I would like to bring in to notice of international community dealing with FATF issue to stop and discourage current provincial government from financing through PSDP groups involved in terror activities known as death squads. Who are involved in several act of terrorism in two provinces namely Sindh and Balochistan. Where there are proof and documented evidence of financial support through PSDP. This financial and resources are used to terrorise local people. It means provincial government promotes terrorism in this province. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: جناب چیئرمین! میں زیادہ آپ کا time نہیں لوں گا کیونکہ دوستوں نے بڑی detail سے بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

میر حمل کلمتی: جناب چیئرمین صاحب! دوستوں نے اچھی اچھی تجاویز دیں۔ اچھی اچھی باتیں کئے ہیں، اپنے سائل بیان کیے بلوچستان کی issues سامنے اس فلور پر رکھے۔ جب میں پہلی دفعہ اس ایوان میں آیا تھا 2008ء میں، تو یہ ایک بلوچستان حکومت مقر وض تھی اسٹیٹ بینک کی 23 بلین روپے اور جب 2010ء میں میرے گھر گوارڈ شہر میں جب NFC award لایا گیا تو میں سمجھا کہ جس طرح کے لوگ گوارڈ کو "ما تھکی" جھومراور بلوچستان کو زرخیز بلوچستان، خوشحال بلوچستان، کی بتیں کرتے ہیں میں تو سمجھا کہ یہاں پر خوشحالی آجائے گی۔ آج دس سال گزر گئے تیر ہواں سال ہے میں اسی کرسی پر بیٹھا ہوں۔ میں تو اپنا روناروہاتھا کیوں کہ میں ہر سال گیارہ سال سے گوارڈ کے پانی کے لیے یہاں پر آ کے اپنی بات رکھتا ہوں۔ ہر فورم پر رکھتا ہوں۔ چار، پانچ پرائم منسٹر زگر گئے۔ ان کے سامنے رکھے موجودہ Prime minister، President کوئی ایسا صاحبِ اقتدار نہیں چھوڑا، یہ اسمبلی فلور، احتجاج کیا، ہر طرح سے، لیکن یہاں تو کوئی بھی پانی کے لیے 2008ء میں بھی جب میں یہاں آیا تھا وسا کامنسٹر تھا عصیب محمد حسنی، اُس time بھی یہی رونا تھا اور آج

کوئٹہ کی بھی یہی حالت ہے۔ بلکہ پورا بلوچستان پانی تو چھوڑیں ہر ادارہ تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ health تباہی کی طرف، education تباہی کی طرف۔ ہر sector کو اٹھا لیں agriculture level water ڈیم نہ ہونے کی وجہ سے کہاں پہنچ گیا۔ ہر department کو آپ دیکھیں وہ دن بدتری کی طرف جا رہا ہے، بہتری کی طرف میں نہیں دیکھ رہا۔ جناب والا جس شہر میں میں رہتا ہوں پورے دُنیا کی نظریں گواہ پر ہیں۔ اور گواہ کے لوگ آج بھی پانی کے لیے احتجاج مہینہ میں رہ کے آیا ہو daily احتجاج جیونی میں 2 سال ڈیم میں پانی ختم ہو گیا ہے۔ تقریباً میرے خیال سے 20 دن گواہ آ کڑا ڈیم میں رہ گیا ہے۔ اُس بعد پھر Government of Balochistan نے ارب روپے ضائع کر کے bousers کے through پانی دیا جائے گا۔ ابھی تک ہم 7,8 ارب روپے کا پانی bousers کے through دے چکے ہیں۔ لیکن کبھی ہم ان مسئللوں کو ہم حل کی طرف نہیں جا رہے ہیں۔ جیونی water supply، جب سے بارش ہوئی 2 سال پہلے ڈیم میں پانی آیا ہم آسی، آسی دن ایک گھنٹہ آدھا انچ پانی ایک گھر میں دیتے ہیں شائد میرے خیال سے دو یہل پانی بھی ان کو نہیں جاتا۔ اور ان کا issue 25 کروڑ روپے کی پائپ لائن تھی، آج وہ ایک ارب روپے تک پہنچ گئی ہے۔ میں اس لیے کورٹ بھی گیا، کورٹ میں بھی Government of Balochistan کا اُس کو حصہ بنائیں گے۔ ابھی تک وزیر اعلیٰ کے منہ سے سن رہے ہیں۔ لیکن یہ بتاتا چلوں کہ لوگ احتجاج میں ہیں۔ جیونی میں پانی نہیں ہے۔ گواہ ڈیم سے اربوں روپے کی لائن لا کیں۔ جہاں گواہ کا water works ہے جہاں تک پائپ لائن لانی تھی اُس کو شہر کے باہر water works پر چھوڑ دیا ہے وہ پائپ لائن کس کام کا ہے۔ شادی کو ر سے اربوں روپے کی پائپ لائن یہ گواہ رشتہ کو connect کرنا ہے اُس پر کام رکا ہوا ہے۔ جو دنوں میں، جو مہینوں میں جو کام ہونے ہیں، پائپ لائن کے کام میں اتنا technical وہ نہیں ہے وہ فوراً سے ہو جاتا ہے۔ لیکن چار چار مہینے کام بند ہے، کبھی سیکورٹی کے مسئلہ پر، کبھی کسی اور مسئلے پر۔ اور نوبت دوبارہ جناب چیسر میں صاحب! یہاں پہنچی ہے کہ پانی ختم ہو گیا ہے۔ کو لاج ڈیڑھارب روپے کی پائپ لائن چاہئے پورا کولاج اُس سے پانی پیئے گا۔ کوئی hundred above villages سے population ہے۔ آج بھی وہ کھڈوں کا پانی پیتے ہیں، میں ابھی گیا ہوں visit پر، وہ کھڈے بھی سوکھ گئے ہیں۔ پانی کہاں سے پیسیں گئے 25,30 ہزار روپے اُن کی تو income ہی نہیں وہاں نہ agriculture ہے۔

نہ روزگار ہے نہ کچھ ہے وہ کہا سے 25,202 ہزار روپے کاouser خریدیں گے۔ کلمت واٹر سپلائی، جب میں Fisheries, Italian Grant، fisheries minister میرے پاس آیا گورے آئے۔ میں ان کو لے گیا وہاں لوگوں نے demand کی کہ ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔ سب سے پہلے پانی چاہئے اُنہوں نے پائپ لائن دی میں نے وہاں پر زرداری کی حکومت میں ڈیم تعمیر کروایا پائپ لائن complete ہو گئی۔ چار، پانچ کروڑ روپے کا issue ہے، کوئی 17,18 villages full connect ہے، گلے pumps ہوئے ہیں، bouser گلے ہوئے ہیں۔ 8 انج کا پانی ڈیم پورا بھرا ہوا ہے، سمندر میں بہہ رہا ہے، کوئی ان لوگوں کو اس اسکیم کو چلانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کہ خدارا! تمیں، چالیس ہزار لوگ ہیں کلمت کے area میں وہ پانی پیشیں گے، وہ بھی انسان ہیں۔ وہ تو اور کچھ نہیں مانگ رہے وہ محلیں نہیں مانگ رہے روڈیں نہیں مانگ سال سے suffer کر رہے ہیں۔ جناب والا! 21 دیں صدی میں بھی ہم جس شہر میں رہتے ہیں ”ماتھے کی جھومر“، پتہ نہیں کیا کیا۔ پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں، ہم، ہمارے لوگ، ہمارے بچے، لوگوں کے گھروں پھر تے ہیں پانی مانگنے کے لیے۔ میں باقی شہروں میں دیکھا ہے لوگ بھیک مانگتے ہیں لیکن پانی میں نے کہیں نہیں دیکھا ہے ہمسائے سے جا کے کہ ایک بوٹل پانی دیدیں میرے بچے کے لیے دودھ پلانا ہے۔ یا اُس کو صح اسکول جانا ہے اُس کو چائے دینی ہے۔ میرے شہر میں کبھی آپ نے سنا ہے کہ پانی چوری ہوا ہے کسی گھر سے گوارد میں یہ نوبت ہے پانی بھی چوری ہوتا ہے گھروں سے۔ جناب والا! اسی طرح electric city یہی حال ہے اربوں روپے گوارد آرہے ہیں کہا جا رہے ہیں کون استعمال کر رہے ہیں کون وارث ہے گوارد کا۔ کون سے ادارے ہیں ہر کوئی اپنے طریقے سے ان پیسوں کو ضائع کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ لیکن اُس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ ایک ٹرانسفارمر جلتا ہے پانچ پانچ دن تک وہ ٹرانسفارمر نہیں بتا، MPA کا کام یہ نہیں ہے کہ جا کے ٹرانسفارمر بنائے کسی کا water connection خراب ہے گڑکا پانی آ رہا ہے۔ کل شام کو 5 بجے مجھے لوگوں نے فون کیا کہ میرے گھر میں پانی کی جگہ گٹر کا لائن آ رہا ہے۔ تو ہم کیا کریں۔ اب بجلی کا یہی حال ہے Government of Balochistan نے یہاں پر ایک پروگرام start کیا کہ جو بچے ہمارے نہیں پڑھ رہے ہیں، ان کو اسکولوں میں admission کروائیں تاکہ education کے حوالے سے ہم آگے جائیں، ہماری نسل آگے جائیں۔ آج بچے strike کر رہے ہیں ہر کسی کے ہاتھ

میں social media پر پڑے ہیں وہ صرف ایک ہی چیز مانگ رہے ہیں، We need university, میں نے ہم بچوں کو زبردستی لے جاتے ہیں پڑھنے کے لیے اور یہ بچے جو آج اس اسمبلی کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں یا گوادر میں protest کر رہے ہیں۔ یہ سب تعلیم مانگ رہے ہیں اُن کو پتہ ہے کہ ہم تعلیم یافتہ ہوں گے۔ میں اس فلور پر آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں ہمارا شمن ملک انڈیا جو ہمارے ساتھ ہے، وہ کیوں دنیا میں اتنا آگے جا رہا ہے۔ ہم پیچھے جا رہے ہیں۔ کیونکہ گاندھی جی نے Nation کو تعلیم یافتہ بنایا، اُن کو پڑھا۔ دنیا کے ہر ادارے میں جائیں گے اپنے ملیں گے ہمارے لوگ نہیں ملیں گے۔ کیونکہ جس چیز پر ہم نے کام کرنا چاہئے کیونکہ وہ لوگ educated ہو گئے جس طرح یہ بچے ابھی پڑھ کر کے university میں آگئے ہیں۔ یہ آکر ہم سب سے question کرتے ہیں ہمارے یہ issues ہیں، اپنے rights کو protect کرنا جانتے ہیں۔ تو کوئی نہیں چاہتا کہ بلوچستان کے لوگ پڑھیں، اپنے rights کو protect کریں، اپنی آواز کو ان ایوانوں تک پہنچائیں۔ آیا ان کی کیا غلطی ہے؟ یہی university میں بچوں کے کورونا کی وجہ سے ساری پیروزگاری کاروبار سب جاچکا ہے۔

والے fees مانگ رہے ہیں۔ کل پہپہ ہے اگر آپ نے آپ نے نہیں بھری تو آپ semester کی fees تو ہم آپ کو پہپروں میں نہیں بیٹھنے دیں گے۔ میری حکومت کے منظر صاحب بھی بیٹھے ہیں اُن سے بات بھی ہوئی ہے انہوں نے یقین دہانی بھی کرادی ہے کہ اُن کے fees کا issue fees حل کر دیں گے۔ اور باقی گوادر university کے حوالے سے 2017ء کو میاں نواز شریف آئے، تختی لگایا، گوادر university کی زمین allot ہو گئی 5 سو ایکڑ۔ ہمارے بچے سب اُن کی نظریں اُسی بورڈ پر کالج پر میں بھی جاتا ہوں visit کرتا ہوں میاں صاحب کا تختی لگا ہوں ہے گوادر university۔ پیسے بھی رکھے گئے، نواز شریف نے پیسے بھی رکھے۔ لیکن موجودہ حکومت آئی عمران خان کے، PSDP سے اُس کو دوبارہ وہ اسکیم کو نکلا دیا گیا۔ اسی طرح 2018ء میں پھر بل بنا ایک، بل پاس ہوا university 19-2018 میں۔ بل ابھی تک approve ہوا ہے، ایک واس پیسلر appoint نہیں ہوتا۔ گورنر صاحب کہتے ہیں ”کہ تین یونیورسٹیاں پہلے سے ہیں، وہ functionalized ہو جائیں پھر اُس کے بعد میں VC کو appoint کروں گا۔ بھی! اُس کو university کو VC appoint کرنے سے ان یونیورسٹیوں کا کیا واسطہ ہے؟۔ آپ V.C. کو لگائیں، PSDP میں اس کو ڈالیں دوبارہ سے منظر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی تو government کا نمائندہ نہیں ہے کہ میں بولوں، Chief Minister بھی ہوتے تو اُن سے بھی

request کر لیتا۔ میری request ہے کہ ہمارے لوگ پڑھنا چاہتے ہیں، گواہ آگے جا رہا ہے۔ ہمارے بچوں کو پڑھائیں تاکہ وہ اس ترقی میں باقی لوگ جو آرہے ہیں، ان کے اس سفر میں ساتھ چلیں۔ اسی طرح education کے حوالے سے 40 ارب روپے تو ہم lapse کر دیتے ہیں ہر سال چالیس، پچاس ارب روپے ہم ان اسکولوں کو نہیں دیکھتے ہیں ان بچوں کو نہیں دیکھتے جو یا تو درختوں کے نیچے یا تو جھونپڑیوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت ہزاروں اسکول بلوچستان میں shelterless ہیں۔ اور اسکولوں کی حالت جا کر دیکھیں، ایک single کمرہ ہے، ایک teacher ہے۔ 1st to 5th 1 بچہ پڑھ رہا ہے۔ 1st کا بچہ بھی وہی پڑھ رہا ہے 5th کا بھی۔ کہاں سے آپ اپنی نسل کو change کریں گے۔ ان کے education کو بنائیں، دیکھیں! لوگ educated ہوں گے وہ اپنے لیے خود نکلیں گے۔ اور اس ترقی کے سفر میں وہ شامل ہو گئے وہ اپنے اٹھے اداروں میں جائیں گے، اپنے اپنے علاقوں کو خود promote کریں گے۔ تو ہم ان کو education نہیں دینگے تو ظاہر سے بات ہے وہ دوسرا طرف جائیں گے، جس طرح یہ بلوچستان میں حالات ہیں یہ حالات اسی طرح چلتے رہیں گے۔ اسی طرح اسکولوں کی حالت بھی یہی ہے 14 سو کسی اسکول میں جائے hundred plus 17 hundred 14 تعداد ہے اور بیچروں کو دیکھیں، کسی کی تعداد 8 ہیں اور کسی کی تعداد 2 سو ہیں اور اس میں 20 بیچر ہیں۔ تو ان کو ذرا systematic کریں۔ ان کی ایک سال کا بجٹ۔ روڈیں بنانے سے، بلندگیں بنانے سے آپ کی نسل change نہیں ہوگی۔ آپ کی نسل تعلیم یافتہ ہوگی۔ ان کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ لوگوں کو پینے کا پانی ملے گا تو لوگ آگے جائیں گے۔ پینے کا پانی ایک صوبے میں نہ ہو پینے کے لیے۔ تو وہ صوبہ بڑی بڑی باتیں کریں پینتیس، پینتیس کروڑ روپے میں sports stadium بنتے ہیں۔ میرے ضلعے میں بھی بنائے گئے ہیں لیکن اگر یہی پیسے جیونی کے پانی کو دیدیتے میرے خیال سے stadium تو بعد میں بھی بن سکتا ہے۔ لیکن میرے لوگ پیاسے نہیں ہوتے۔ میں کچھ ساتھ میں تجویز دوں گا بلوچستان تو اصولاً اتنا پھیلا ہوا ہے میرا district لیں تو کوئی hundred plus 5 کلومیٹر ہے۔ 5 کلومیٹر پر اتنے، ہر یونین کو نسل میں کم از کم ایک ہائی اسکول ہو، اس کے نیچے چار کم از کم مدل اسکول ہوں، آٹھ، دس پر امری اسکول ہوں، ہر تھیسیل میں ایک کالج ہو، women college ہو، تب جا کے education system بہتر ہو گا۔ لیکن افسوس کے ساتھ ہی ایسے بھی districts ہیں جہاں پر ایک کالج ہے چار سو کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ یونین کو نسلوں میں جائیں میرے اپنے حلقات میں بہت سارے اسکول ابھی تک کچھ اسکول رہ گئے ہیں shelterless ان کو میں

انشاء اللہ کو شش کر رہا ہوں جتنے وسائل ملیں گے اُن complete کریں گے۔ لیکن گورنمنٹ نے سارے اسکولوں کو ہمارے نیچے ٹاؤں پر بیٹھتے ہیں اور فرشوں پر بیٹھتے ہیں کتنے پیسے چاہئے؟ اس کے لیے ایک کرسی سولہ، سترہ سو، دو ہزار کی اتنی پیاری کرسی آتی ہے اگر ہم ان بچوں کو اپنی کرسی پر بٹھادیں۔ وہ تعلیمی ماحول کو جب بچہ دیکھے گا کہ میں ٹاٹ پر، فرش پر بیٹھ رہا ہوں، ایک کرہ ہے، وہ تو خود ہنی طور پر جب وہ ساتوں، آٹھوں تک پہنچ گا وہ کہے گا مجھے تو آگے پڑھنا نہیں ہے یہ تعلیم کا حال ہے۔ تو کہاں سے ہم آگے جائیں گے؟ گوادر میں بارہ سو ایجوکیشن کی پوٹین ہیں جس میں سے آٹھ سو کے قریب vacant ہیں۔ اب آپ خود سوچیں 500 plus بندے اُس میں ٹکر کا اسٹاف بھی ہے۔ اُس میں کلاس 4 کے بھی ہے۔ اُس میں ٹیچرز بھی ہیں۔ تو کہاں سے ہم ایجوکیشن بہتر کریں گے؟ سات سو پوٹین خالی ہیں 800 پوٹین fill نہیں ہوتیں۔ کلاس 4 کے ٹیسٹ اور ایڈرویز ہوئی ہیں نومبر، دسمبر کو کیس گوادر سے آیا۔ ابھی تک آرڈر نہیں ہوتے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو روزگار دے رہے ہیں ہم نے اتنے لوگ لگا دیے فلاں کر دیا۔ جناب والا جہاں پر port بنانا ہی گیروں کی white best breeding side ہے وہ۔ مچھلی کی سب سے اچھی افزائش وہیں ہوتی ہے اور سمندر ہے اس پورے کو سٹ لائیں میں۔ آپ ایران سے لے کے اندیتاک جائے واحد وہ beach ہے جہاں پر گوادر port بنتا ہے۔ وہاں پر سال بارہ مہینے fishing ہو سکتی ہے۔ اور کوئی ایسا سمندر نہیں ہے کہ پورے 12 مہینے دن رات پورے سال وہاں پر سالوں سال fishing ہو۔ میرے ماہی گیروں نے اُس کی بھی قربانی دی ”کہ port بنے گا میرا مستقبل change ہو گا۔ شاید مجھے ماہی گیری کی ضرورت نہیں پڑے میں فیکٹری کا مالک ہوں گا“۔ ہمیں ایسے سہانے خواب دکھائے گئے تھے۔ لیکن ماہی گیری کو تو چھوڑیں پہلے تو ہم ڈر رہے تھے سندھ کے ٹرالروں سے روزانہ لڑائی ہے۔ روزانہ ہمارے لوگ شور کرتے ہیں ماہی گیر جاتے ہیں دو، دو دن سمندر میں جاتے ہیں اور آتے ہیں ایک کلو مچھلی بھی نہیں لاتے۔ میں ابھی ایک مہینہ چار دن گوادر میں رہا ہوں، مجھے کھانے کے لئے مچھلی نہیں ملی۔ میں گوشت نہیں کھاتا۔ مجھے مچھلی کھانے کے لیے نہیں ملی جب میں نے پوچھا ”کیا ہو گیا ہے؟“ کہتے ہیں ”ٹرالر لائی ہے“۔ ”بھئی! ٹرالر کہاں سے آ گئے؟“ بھائی ”کیا سندھ کے ہیں؟“۔ کہتا ہے نہیں China ٹرالر لائی ہے۔ port لے گئے۔ ٹرالر اب لے گئے۔ اب ہماری مچھلی کھانے، اب جلوگوں کا روزگار تھا fishing۔ وہ fishing کیلئے روز صح جاتے ہیں، نہیں، چالیس لیٹر جلا کے شام کو واپس آتے ہیں۔ یہی رونارو تے ہیں۔ میں ان بوڑھوں کو دیکھتا ہوں سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے میں ایک دن ان کے پاس رکا میں نے ان سے پوچھا ”کیا ہو گیا؟“۔ کہتا ہے ”گوادر منے دستاء“

شُد۔ مطلب انہوں نے سمندر کی قربانی دی ہے انہوں نے اس کو کس طرح سے سنبھالا ہے۔ اور ہمارے area یہ ہے کہ ہر ایریے کے الگ fishing system ہے۔ کچھ گواروالے کوئی محفل پکڑنے نہیں دیتے۔ کوئی محفل پسند والے پکڑنے نہیں دیتے۔ کچھ اقسام وہ پکڑنے نہیں دیتے۔ تو ان کا اپنا ایک طریقہ ہے۔ اب محفل نہیں ہو تو وہ کہاں جائیں کھانے کے لئے؟ تو یہ port China کے ٹرالرز آگئے اب وہاں ٹرالر پکڑ کے لوگوں نے حوالے کر دیے ہیں ان کے حوالے۔ اور ان کو آپ جائیں انہوں نے کس طرح fishing کی ہے؟ کس طرح نسل گشی کی ہے؟۔ اب آخر میں رہ گیا کہ ہم international fishing تنظیمیں ہیں، International Court of Justice کی ان سے بات چیت کر کے fishermen اپر جائیں ان کے خلاف کیس کریں یہی رہ گیا ہے۔ یہاں پر تو کوئی سننے والا نہیں ہے۔ لوگ احتجاج احتجاج احتجاج۔ ہم تو سمجھے یونیورسٹی اپنی جگہ ہم نے شروع میں گوادر میں ایک آل پارٹیز کی تھی گوادر والوں کا demand تھا کہ گوادر، اگر گوادر میں port بن رہی ہے ترقی ہو رہی ہے گوادر کا ہر بچہ educated ہونا چاہیے۔ تو انہوں نے demand کی گوادر کا ہر بچہ جہاں بھی پڑھنے جائے، اس کو port اسکالر شپ دے۔ دنیا کے ہر ادارہ میں فری ایجوکیشن دیا جائے۔ ہم نے کہا انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ بنے گی، ہم نے کہا میڈیا یکل کالج بنے گی ہم نے کہا لوگوں کو روزگار ملے گا۔ لیکن ہماری ساری چیزیں جارہی ہیں دن بہ دن میں اس ایوان کو اس وجہ سے تارہا ہوں کہ ان سب کی ذمہ داری ایوان ہے۔ جب ہم یہاں پر بات کرتے ہیں، ہمیں تسلی دی جاتی ہے، ہم واک آؤٹ کرتے ہیں، تسلی دی جاتی ہے، ہم اپنی بات رکھتے ہیں، حکومت کی طرف سے تسلی دی جاتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ نقصان ہمیں ہمارے اپنے ہی لوگ دے رہے ہیں۔ میں کسی کو نہیں کہوں گا کہ کوئی باہر سے آکے نقصان دے رہا ہے۔ سب سے پہلے گوادر کے حوالے سے بلوچستان کے حوالے سے کیس 70 سالوں سے لے رہے ہیں۔ ہم گیس کے لئے ابھی تک ترپ رہے ہیں۔ 40 ارب روپے door to door basis پر گیس اگر یہ 40 ارب روپے ایجوکیشن پر لگا دیتے ان اسکول پر، بچوں کو کرسیوں پر بیٹھا دیتے، اچھے کلاس روم دیتے، اچھے تعلیمی ماحول دیتے، دنیا میں میں گیا ہوں سرکاری اسکول دیکھیں وہاں airconditions گئے ہوئے ہیں۔ کیا ماحول ہے ایجوکیشن کا۔ یہاں پر امارتیں اور چھٹیں بچوں پر گردہ ہیں تو ان پر توجہ دیں۔

جناب چیئرمین: مختصر کر لیں ٹائم بہت کم ہے۔

میر حملہ کمٹی: بالکل۔ ہم اسٹم آپ کے سامنے بھی سننے میں آیا ہے دو ارب روپے پس ہو گئے جبکہ

ڈسٹرکٹس میں دو ایساں نہیں ہیں یہ ہے۔ شنا، بلوج صاحب خود گواہی دے رہے ہیں۔ احمد نواز نے جس طرح بتایا ہم لسیلے میں گئے ہمیں بھی ایک، ڈیڑھ سال پہلے لسیلے گیا تھا ایک ایکسٹرینٹ ہوا تھا تو مجھے بڑا افسوس ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جس کا چیف منٹر کا ڈسٹرکٹ ہے ہمیشہ چیف منٹر ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ میں اگر ایکسر نہیں ہوتے سرکار نہیں دیتی، میں کہیں سے بھی، کسی دوست سے، خود سے، ایکسرے وہاں پر available کر دیتا ہوں کہ لوگ ایک X-Ray کی فلم کی وجہ سے نہ جائیں۔ لیکن ان کے پاس تو سرکاری فنڈ زبھی ہوتے ہوئے یہی حالت ہے۔ بارڈر پر ہمارے لوگ جو بارڈر ایریا سے وابستہ ہیں، چن بارڈر پر ابھی بھی نصر اللہ بھائی نے اور باقی دوستوں نے بات کی۔ قلعتان بارڈر کا بھی یہی حال ہے۔ مندوالے، تمپ والے سب احتجاج پر ہے۔ گوارڈ کی بھی یہی حالت ہے۔ اب بارڈر پر بھی fence کا نے کے بعد بارڈر بھی ہمارے ہاتھ سے لوگوں کا روزگار سارا رُک گیا ہے۔ کوئی تو ذریعہ بتائیں jobs آتے ہیں، jobs پتہ نہیں ہر مہینے اثر و یوز ہوتے ہیں۔ بنچے وہاں سے کسی کے پاس پیسے نہیں، ادھار کر کے بلوچستان کے مختلف اضلاع سے کوئی آٹے ٹیسٹ اور اثر و یوز دیتے ہیں۔ تین مہینے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ cancel ہیں۔ اور میرے ساتھ تو یہ ہوا۔ میرے ڈسٹرکٹ میں VTC کی job آئی ہو کے گوارڈ سے آئے یہاں ٹیسٹ اور اثر و یوز دیئے سب نے۔ اور میں نے ان کو سمجھایا بھی کہ جتنی پوٹیں ہیں اتنے بندے آکے اثر و یودو۔ وہاں سے کرایہ کر کے اتنے لوگ نہ آؤ۔ وہ آئے یہاں پر ٹیسٹ اور اثر و یوز دیئے جب رزلٹ آیا، تو دوسرے اضلاع کے لوگ وہاں پر پوست کیے گئے کلاس فور میں بھی لیکچر ارز بھی اور ایسے لوگ ایسے B-TEVETA (بلوچستان ٹینکنیکل اینڈ ڈویلپمنٹ ٹریننگ اتھارٹی) میں جو انہوں نے رکھے ہیں یہ لوگ۔ اور یہ لوگ سب باہر کے ہیں۔ اور کوایفا نیڈ بھی نہیں ہیں۔ اور وہاں پر already free کے jobs create کے میں بڑھا رہے ہیں کہ یہ jobs آئیں گی وہ آئے، فری میں دو، دو سال سے پڑھا رہے ہیں کہ کل jobs ہوں گی تو ہم آئیں گے ہمارا ادارہ ہے تو ہم اس کو چلا کیں گے وہ لوگ نہیں لگے اور آج 20 دن ہو گئے، حکومت اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اب مجبوراً وہ بنچے جا رہے ہیں، Court کا دروازہ کھٹکھٹانے۔

جناب چیئرمین: conclude کر لیں۔

میر جمل گلمتی: جناب اسپیکر جیسے پہلے میں نے کہا بلوچستان کو اسٹریڈیم، روڈز، sports events ان کی ضرورت نہیں، بلوچستان کو ایجوکیشن کی ضرورت ہے، بلوچستان کو پینے کے پانی کی ضرورت ہے بلوچستان کے ایکریکچر کو promote کرنے کی ضرورت ہے بلوچستان کے مانگنگ کو support کرنے کی ضرورت

ہے یہ تو ساری چیزیں نہیں ہو رہی ہر سال PSDP کھولیں ہزاروں کلو میٹر یہ بلوچ، پشتون بلوچستان میں رہنے والے لوگ ابھی بھی 80% لوگ کچے سڑکوں پر سفر کرتے ہیں اور 20% کے لیے اگر بنایا جا رہا ہے تو اس سے پہلے بلوچستان میں پینے کا پانی دینا ہے ہم نے لوگوں کو تعلیم یافتہ بنانا ہیں تاکہ ہمیں آگے جانا ہے ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں بہت پیچھے رہ رہے ہیں اور مزید پیچھے جا رہے ہیں۔ ہمارے نچے جو پڑھ کے جن کے والدین پتہ نہیں کہاں سے پیے اکٹھے کر کے کوئی سونا پیختی ہے، والدہ کوئی کیا کر کے کوئی زمین پیچ کے ان کو کوئی کراچی یہاں پڑھاتے ہیں نوکری نہیں ملتی کون جائے گا پڑھنے۔ اگر نوکری نہیں ہے بنس نہیں ہے jobs نہیں ہیں کار و بار کا کوئی ذریعہ نہیں ہیں تو کون اپنا بیسہ ضائع کرے گا پہنچنے پھر بھوٹ کو پڑھائے گا۔ اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو آگے میرے خیال سے نچے پڑھنا بھی چھوڑ دیں گے۔ جناب اسپیکر! بجٹ جو آرہا ہے، جس طرح باقی دوستوں نے بھی کہا نہ اپوزیشن کو پہلے دو سال اعتماد میں لیا گیا نہ ابھی اعتماد میں لیا جا رہا ہے نہ ان کو سنایا جا رہا ہے ظاہری بھی سارے۔ میں تو پورے اسمبلی کو چلنگ کرتے ہو میں تو سب سے زیادہ ووٹ لیکر آیا ہوں پورے اسمبلی میں۔ لیکن جب ہمیں اس بجٹ میں شامل نہیں کیا جائے گا ہمارے علاقوں میں بجٹ نہیں دیا جائے گا تو وہ حلقے سارے suffer کریں گے۔ تو اس حوالے سے آج ہماری اپوزیشن کی میٹنگ بھی ہو گئی اور ہم نے فیصلہ کیا کہ کل انصاف کے دروازے کے سامنے اور اپنے اسمبلی کی عدالت اور اسمبلی کی درمیان والی روڈ پر بیٹھیں گے اُس وقت تک دھرنادیں گے جب تک بجٹ میں ہمیں شامل نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے لوگوں کے ہمارے علاقوں کے تجاویز نہیں ڈالیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

جناب چیئرمین: جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔ جی مختصر اگر بات کر لیں تو مزید تین، چار دوستوں نے بات کرنی ہیں تین گھنٹے سے زیادہ ہو گئی ہیں۔ روز میں تین گھنٹے ہیں۔ شکریہ! آپ سب کی نمائندگی کر لیں۔ جی واحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین صاحب! اس اجلاس میں ساتھیوں نے آئینہ بجٹ پر سیر حاصل بات کی ہے۔ میں دوبارہ ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا، مختصر اپنا حلقة انتخاب جی کہ آج بھی وہ ہڑتاں پر تھے، پورے حلقة کے لوگ نیشل ہائی وے آ کر اپنا احتجاج نوٹ کروار ہے تھے۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ گزشتہ بجٹ میں میں نے ایک روڈ کا ذکر کیا تھا، سپیرہ رانگ روڈ کا۔ کہ ان کو پیسے دیے جائیں، گیارہ سالوں سے یہ روڈ شروع ہے جو کہ ابھی تک نامکمل ہے۔ یہاں سے ہمیں یہ تسلی دی گئی ”کہ انشاء اللہ ہم پیسے بھی دیں گے اور اسی سال مکمل بھی کریں گے۔“ 92 کلومیٹر روڈ ہے۔ ان گیارہ سالوں میں یہ خانوڈی سے شروع

ہو کے وہاں لورالائی کو touch کرتی ہے۔ 6 کلومیٹر اس طرف سے اور 6 کلومیٹر اس طرف سے بنی ہے۔ تو لوگوں کے باغات خراب ہو گئے ہیں۔ لوگوں کی صحت پر اثر انداز ہوا۔ بار بار یہاں آکے جام صاحب تک بات پہنچائی۔ لیکن ہماری بات سنی آن سنی کر دی جاتی ہے۔ براہ کرم، جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا تھا کہ بجٹ بناتے وقت اگر اپوزیشن کے اراکین کو آپ نہیں پوچھیں گے، ان کی تجویز آپ نہیں لیں گے تو یہ حالت ہو گی۔ آئے روز ہمارے حلقة انتخاب جس پسمندگی کا شکار ہے کوئی اپنے روڈ کیلئے پیدل لانگ مارچ کرتا ہے کوئی نہ تک، تو کوئی وہاں بھوک ہڑتاں پر بیٹھتے ہیں، کوئی نیشنل ہائی وے کو بند کرتے ہیں۔ یہ آئے روز سب کچھ ہوتا رہا ہے۔ تو براہ کرم آپ کے توسط سے، وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ سپیرہ راغہ روڈ آپ اُس نیشنل ہائی وے پر بھی burden کم ہو گی۔ اس وقت روزانہ کی بندیاں پر ہمارے نیشنل ہائی وے پر کوئی سات ہزار سے لیکر آٹھ ہزار تک سفر کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نوٹ نہیں کر رہا ہے وزیر خزانہ۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اگر اس روڈ کو بنایا جائے تو اُس روڈ پر burden بھی کم ہو گا اور 55 کلومیٹر یہاں مسافت کم ہو گی ہمارے ملتان، لاہور، ڈیرہ غازیخان یہ سارے اس روٹ پر سفر کریں گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس روڈ پر ہمارے چار وزراء، جس میں سردار مسعود لوئی صاحب، ہمارے عبدالرحمٰن کھیتران صاحب طوراً متخلص صاحب اور ہمارے نور محمد مظہر صاحب اور ہمارے ڈپیشنل سردار بارہموئی خیل صاحب یہ سب یہ روڈ استعمال کریں گے ان کے لئے فائدہ ہو گا۔ لیکن پچھلے سال بھی میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی کہ خدارا آپ نے اس روڈ کا کم از کم لاحاظہ کیاں اپنے لئے رکھیں۔ میرا حلقة تو کم از کم کوئی بیس سے پچھیں کلومیٹر کا فاصلہ ہے باقی سارا روڈ جو ہے ان کے حلقات میں آتا ہے۔ لیکن آج تک ہماری اس بات کو کسی نے نہیں سنی آج بھی میں وہاں صبح جا کے چھ بجے، اور پانچ بجے یہاں آیا ہوں۔ لوگ شدید گرمی میں روڈ پر بیٹھتے ہوئے ہیں۔ وعدے دے کے پھر چلے جاتے ہیں۔ تو براہ کرم اس سال پھر میرے سننے میں آیا ہے کہ سارے پیسے لپس کروادیئے ہیں۔ پچھلے سال توفیہ رل گورنمنٹ نے کوئی ستر کروڑ روپے دیے تھے۔ لیکن بلوچستان گورنمنٹ نے صرف پانچ کروڑ روپے رکھے تھے۔ پورا یہ پراجیکٹ جو ہے میرے خیال میں دوارب کوئی اسی کروڑ روپے کا اتنا پراجیکٹ ہے۔ تو اس حوالے سے کم از کم اس روڈ پر توجہ دیں تاکہ لوگوں کے مسائل مشکلات حل ہوں۔ اور ساتھ ساتھ حلقة انتخاب کے حوالے سے ظاہر ہے کہ میرا پورا حلقة جو ہے وہ کچھ سڑکیں ہیں۔ اب اگر ہمیں نہیں پوچھا جا رہا ہے۔ ہمیں بھی پتہ ہے۔ لیکن اللہ ان کو جزاۓ خیر دے، میری معاونت کیلئے ان لوگوں نے کوئی چار بندے

رکھے ہیں۔ کہ آپ ان کی معاونت کریں۔ ایک نہیں بلکہ چار بندے رکھے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کی جماعت سے ہیں؟

جناب عبدالواحد صدیقی: نہیں جی BAP پارٹی کے ہیں۔ BAP پارٹی کے کوئی چار معاونین رکھے ہیں۔ ان کو باقاعدہ پیسے دیے جا رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ وہ پیسے جس مقصد کیلئے وہ دے رہے ہیں وہ مقصد ان کی پوری ہو رہی ہے۔ کیونکہ جیبوں تک وہ پیسے تو چلے جاتے ہیں۔ لیکن وہ پیسے زمین پر، گراونڈ پر نظر نہیں آئیں گے۔ تو براہ کرم، آپ کی توسط سے ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب تک اپوزیشن سے مشاورت نہیں ہوگی۔ تو بلوچستان پسمندگی کی طرف جائیگی، نہ ہی ترقی کریگی۔ میں اتنا ہی مختصرًا، اگر لوگ مجبور ہو کے، ہمارے دوست جو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنا الگ بجٹ اجلاس کرنا ہیں۔ کوئی شوق نہیں ہے ہمارا الگ بجٹ اجلاس کرنے کی۔ لیکن شگ آمد بہ جنگ آمد۔ اگر آپ ہمیں نہیں پوچھیں گے یا اسمبلی فلور پر ہماری کوئی بات نہیں سنی جاتی، تو ظاہر ہے کہ پھر روڑ تو ہے ہماری۔ ہم روڑ پر جا کے اجلاس منعقد کرنا ہیں۔ تو براہ کرم ہوش کے ناخن لیں، بلوچستان کے پسمندگی پر ذرا توجہ دیں۔ ہم بھی الیکٹ ہو کے آئے ہیں۔ ہمیں بھی عوام نے منتخب کیا ہے۔ ہمیں بھی عوام نے ووٹ دی ہے۔ تو براہ کرم جس طرح ہم کو اپنے حلقوں کا لحاظ رکھنا ہے، کم از کم اپوزیشن کے حلقوں کا بھی لحاظ رکھیں۔ پچھلے سال ہمیں کوئی تیرہ کروڑ کے لگ بھگ پیسے دیے تھے۔ لیکن پوری طرح حلقوں میں ایک روپیہ بھی ریلیز نہیں ہوا ہے تو براہ کرم یا تو پھر وہ صاف کہہ دیں کہ آپ آرام سے بیٹھیں آپ کے حلقوں کی خدمت ہم نے کرنی ہیں۔ جائیں ہم صرف تجاویز دیدیتے ہیں کام بیٹھ کر خود کر لیں۔ ہمارے وزیر موصوف صاحب کوئی دو مہینے پہلے ہمارے ایک لانگ شروع تھاباغ سے، جو جوان پیدل آرہے تھے۔ تو ہمارے وزیر موصوف صاحب نے وہاں جا کے وعدہ دیا کہ اس روڑ کو اس دفعہ ہم نے بجٹ میں شامل کرنا ہیں۔ تو میں ان کو اپنا وہ اُنکا وعدہ یاد دلا رہا ہوں۔ کم از کم باغ روڑ جس کا وعدہ آپ نے کیا ہے، آپ خود آئے تھے پیشیں، مہربانی کر کے اگر اس کو شامل کیا جائے۔ تو ہم آپ کے مشکور رہیں گے۔ اسی طرح سپیرہ رانگ روڑ جو ہے جو گیارہ سال سے لوگ مارے جا رہے ہیں۔ ان کیلئے رقم رکھیں تاکہ آئندہ سال میں کم از کم اس روڑ کو مکمل کیا جائے۔ باقی جہاں تک اس حکومت کی بات ہے۔ تو میرے خیال میں میں نہیں سمجھتا اگر ان کا یہی روش رہی میرے خیال میں یہ بلوچستان کیلئے خطرناک بات ہوگی۔ جس سے آپ اندازہ کریں کہ اس عام اجلاس میں کوئی آنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہاں اپوزیشن کے ساتھیوں نے بات رکھ دی ان کے سامنے۔ اگر وہ بات سننے کیلئے تیار نہیں ہیں تو پھر ظاہر

ہے کہ یہ ہماری بات جب نہیں سنی جاتی تو پھر ظاہر ہے کہ ہم روڈ پر آئیں گے اور پھر اگر کوئی امن و امان کا مسئلہ رہا وہ پھر ہم سے گلنے کریں، اپنے آپ سے خود گلنے کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ واحد صدیقی صاحب۔ جی شکلیلہ نوید صاحبہ آپ مختصر کر لیں اس کے بعد پھر شناع بھائی آپ ہیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید ہوار: دُسْمَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ thank you! سب سے پہلے تو میں پہلے ہی ایک point of order پر اٹھنا چاہ رہی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ ”آج کا دن آپ کا ہے آپ بات کر سکتے ہیں“۔ میں آج جس بات کی سخت الفاظ میں اس کو میں یہاں اٹھانا چاہوں گی، وڈھ کے علاقے میں سب سے پہلے یعنی جو saloons تھے ان کو threat letters دیئے گئے کہ جو بھی اپنی داڑھی بنائے گا ان کو قتل کیا جائے گا اور جتنے بھی سیلوں والے ہیں وہ بھی اس کے ذمہ دار خود ہوں گے۔ اس کے بعد ایک اور threat letter recently ہونا تین کے حوالے سے ”ہندو بلوج برادری“ کو دیا گیا ہے ”کہ اگر آپ کی دکانوں پر خواتین شاپنگ کرنے کے لئے آئے تو ہم آپ کو بھی قتل کر دیں گے، آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔“۔ جناب چیئرمین! میں اس کو اس کڑی سے جوڑتی ہوں کہ جب حالات خراب کرنے شروع آب کر دیئے ہیں۔ میرے خیال میں وہ جو OSD Death Squad کو کچھ عرصے کے لئے OSD کیا گیا، اس حکومت نے شاید ان کو دوبارہ سے NOC جاری کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے کہ وہاں ہندوؤں کو قتل کیا گیا انواع کیا جا رہا ہے، ransom یا جا رہا ہے۔ اور ان کا قتل عام کیا جا رہا ہے، جو بہت ہی یعنی پرانے رہنے والے وہاں کے لوگ ہیں، تمام، یعنی خضدار ہو، چاہے وڈھ ہو، چاہے قلات ہو، تو ان کے قتل عام کے پیچے جو Death Squad ہے انکو دوبارہ NOC issue ہے۔ اور اس proof کی NOC ہے۔ میں آپ کو اس طرح دوں گی کہ ہمارا وڈھ کے علاقے سے جو ہمارے MPA صاحب ہیں، جنہوں نے عوامی ووٹ لیکے آئے ہیں، ان کی اسکیمات روک کر جو Death Squad کو چلا رہے ہیں وہاں اس کو --- (مداخلت)

جناب عبدالرشید بلوج: جناب چیئرمین! کورم کی نشاندہی کرتا ہوں، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گھنٹیاں بجائی جائیں، کورم کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔
(کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: اپوزیشن لیڈر صاحب! پورا ہو سکتا ہے، دو منٹ رہ گئے ہیں یا پھر ختم کر لیں،

prorogue کر لیں؟۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ (ارکین اسمبلی اپنی کرسیوں پر بغیر مائیک کے بولے)۔۔۔ نہیں ممکن نہیں ہے ساری باتیں ہو گئیں۔ سارا موقوف پورا اپوزیشن کا سامنے آیا۔ اور چار گھنٹے آپ لوگوں نے بات کی ہیں۔ چار گھنٹے آپ لوگوں نے باتیں کی ہیں پانچ گھنٹے۔ صرف ثناء بھائی آپ کا رہ گیا ہے، نہیں ثناء بھائی! اپوزیشن کا موقوف آگیا، جو از نہیں بنتا، کل کے اجلاس بلانے کا۔۔۔ (مداخلت)

(ارکین اسمبلی اپنی کرسیوں پر بغیر مائیک کے بولے)

روز آف پروسیجر میں یہ بھی لکھا ہے کہ تین گھنٹے کا اجلاس اُس سے زیادہ نہ ہو۔ دیکھیں! آپ روز آف پروسیجر کی بات کرتے ہو۔ ایک منٹ رہ گیا ہے۔ میرے خیال میں کہ میں آرڈر پڑھ لوں نہیں نہیں، ممکن نہیں ہے۔ اس طرح نہیں، ممکن نہیں ہے۔ پی ایس ڈی پی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کام میں سارے مصروف ہیں، جا کے اپنی، اپنی اسکیمیں جمع کرایں آپ لوگ۔

ORDER.

In exercise of the powers conferred on me by Clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mir Abdul Quddus Bezino, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Monday the 14th June, 2021.

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس 09:00 بجکر 17 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

